نور و نکہت

حمد، نعت، سلام اور منقبت کا مہکتا ہوا گلدستہ

فیاض احمد کاوش

اسلامی کتب خانہ
اقبال روڈ ○ سیالکوٹ

نور و نکہت

حمد، نعت، سلام، مناقب،
قطعات و رباعیات کا مہکتا ہوا،

نورانی گلدستہ

از

فیاض کاوش

ناشر

اسلامی کتب خانہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ

مصنف ــــــــــــ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش بڑادی
کاتب ــــــــــــ جمیل مرزا اُردو بازار سیالکوٹ
ناشر ــــــــــــ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ
مطبع ــــــــــــ
سنہ طباعت ــــــــــــ سنہ ۱۳۹۹ھ ــــــــــــ سنہ ۱۹۷۹ء
تعداد ــــــــــــ گیارہ سو
قیمت ــــــــــــ 7-50

ملنے کا پتہ

۱۔ جناب فیاض احمد کاوش صاحب مکتبہ وارثیہ لال چند آباد میر پور خاص (سندھ)

۲۔ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

۳۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

۴۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ کراچی

۵۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ سکھر۔

فہرس

ہے کلامِ کاوشؔ کا، ضامنِ بقا راغبؔ

یہ مقامِ انساں کو آگہی سے ملتا ہے

راغبؔ مراد آبادی

۲/۷۵

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ایم۔اے (گولڈ میڈلسٹ) پی ایچ۔ڈی

دیوان "نور و نکہت" اسم بامسمیٰ ہے، یہاں "نورِ عشق" بھی ہے اور نکہتِ محبت بھی ——— اس میں مختلف اصنافِ شاعری پر طبع آزمائی کی گئی ہے مثلاً حمد، نعت، منقبت اور رباعیات وقطعات وغیرہ، ہر صنفِ شاعری میں جناب کاوش نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں اور کمالات کے جوہر دکھائے ہیں۔

انسان کی ظاہری حالت ایک سی نہیں رہتی اسی طرح اس کی باطنی کیفیت بھی یکساں نہیں رہتی، کبھی مضامین کی بارش ہوتی ہے اور کبھی محنت کرنی پڑتی ہے، جو مضمون اپنی زبان لے کر خود اُترتا ہے وہ خود بولتا ہے، جو محنت و تکلف سے بنایا جاتا ہے، بے زبان ہوتا ہے ——— یہ نشیب و فراز ہر شاعر و ناثر کے ادب پاروں میں ہوتے ہیں اور پیشِ نظر دیوان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ کوئی عیب نہیں بلکہ فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے۔

جناب کاوش جذباتی ہوتے ہوئے بھی اعتدال پسند ہیں، وارثیہ سلسلے سے منسلک ہیں لیکن ان کے دل میں سب سلاسل کی جگہ ہے چنانچہ انھوں نے مناقب کے باب میں مختلف سلاسلِ طریقت چشتیہ، قادریہ اور نقشبندیہ کے مشائخ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو شاعر جس سلسلے سے منسلک ہوتا ہے اسی کے نغمے الاپتا ہے دوسروں کو بہت کم خاطر میں لاتا ہے لیکن یہاں محبت کی اس بے اعتدالی کا گزر نہیں، جناب کاوش نے فراخ دلی کے ساتھ تمام مشائخ کرام کو

ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے، یہ ان کی اعتدال پسندی کی بین دلیل ہے اور اس خصوص میں وہ اچھے اچھے شعراء سے آگے نظر آتے ہیں۔

جناب کاوش، حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بے پناہ عشق و محبت رکھتے ہیں جب تک عشق نہ ہو نعت کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا، مشہور شعراء کی دواوین دیکھئے اکثر نعتیں پھیکی نظر آئیں گی، بہت کم ایسی ہوں گی جن میں دل کی دھڑکنیں محسوس ہوں گی۔ البتہ چند شعرا ایسے ہیں جن کے کلام میں یہ پھیکا پن نہیں مثلاً اعلیٰ حضرت بریلوی، بیدم وارثی اٹاوی، حسن رضا بریلوی، بہزاد لکھنوی، کیف ٹونکی وغیرہ۔ جناب کاوش کی نعتوں کی خصوصیت بھی یہی ہے کہ اکثر اشعار میں دھڑکتا ہوا دل محسوس ہوتا ہے۔

جناب کاوش نے دیوان کا آغاز حمد سے کیا ہے، یہ شعر کتنا ترنم آفریں اور درد انگیز ہے ؎

مری بندگی یہی ہے، مری زندگی یہی ہے
جو اُٹھاؤں سر تو کیسے بھلا تیرے آستاں سے

نعتیہ نظم — "دورِ جہالت سے عہدِ رسالت تک" — بہت خوب ہے، بلاشبہ یہ کیف و سرور کے عالم میں لکھی گئی ہے۔ اس کے بیشتر بندوں سے بیساختگی اور روانی نمایاں ہے۔ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور کو بڑے مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے، مجموعی طور پر پوری نظم ہی الفاظ کی برجستگی اور ندرتِ اسلوب کا حسین مرقع ہے۔

یہ بند خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہیں:-

ذہن چٹخا کیا رُوح گھٹتی رہی
کوئی جگنو بھی شب کو نہ گلبن میں تھا

صُبحدم صحنِ گلشن میں دیکھا یہی!
ہار خاروں کا پھولوں کی گردن میں تھا

شب کی تاریکیاں ناگنوں کی طرح
ابنِ آدم کو ڈستی تھیں، ڈستی رہیں
ڈھاڑتے ہی رہے قہر کے زلزلے
ظلم کی آندھیاں روز چڑھتی رہیں

تھے جو حساس اِنسان مقتول تھے
قلب کی سولیوں پر تھے عقلوں کے سَر
جیسے بیوہ کے ارمان، یتیموں کی ضد
قہرِ درویش تھا جانِ درویش پر

چاند سویا کیا گھاٹیوں میں کہیں!
چاندنی کھائیوں میں سِسکتی رہی!

راہبوں کی طرح جنگلوں میں کہیں
عقلِ منزل کی خاطر بھٹکتی رہی

اور پھر ظہورِ قدسی کے بعد کے حالات کی منظر کشی بھی قابلِ تحسین ہے:-

کج کلاہی کی رسمِ کہن مٹ گئی
رنگ و نسل و زباں کا تفاخر مٹا
مرکزِ حق پہ سب گردنیں جھک گئیں
نورِ تقویٰ منارِ فضیلت بنا

شہریارانِ ظلم و ستم سوچ لیں
نوچ پائیں گے اب وہ نہ کلیاں کبھی
دستِ گلچیں اُٹھے گا تو کٹ جائے گا
شاخِ گُل تن کے شمشیرِ حق بن گئی

اب نہ حاکم تھا کوئی نہ محکوم تھا
سب کا دستور "فطرت کا دستور" تھا

اب نہ ظالم تھا کوئی نہ مظلوم تھا
"حق کا آئین" ـــــ "آئینِ جمہور" تھا

"حریت" کی شعاؤں کا سیلِ رواں
رنگِ "جمہوریت" ۔ فیضِ "شورائیت"
حُسنِ انسانیت ۔ "بین الاقوامیت"
ہے اسی "نورِ فطرت" کی آفاقیت

حاکمیت عوام اور جمہور کی
اور حکومت یہ دہقان و مزدور کی
یہ تجلّیٔ عدل و مساوات، سب
در حقیقت ہے برکت اسی "نور" کی

اور اس شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کا کیا حسین نقشہ کھینچا ہے ؎

"کھلے پھول سارا چمن مسکرایا
یہ کون آج آیا سویرے سویرے؟"

کہ مُرغانِ گُلشن میں ہر سُو ہے چرچا
یہ صلِّ علیٰ، کا سویرے سویرے

تصویر کشی اور محاکات آفرینی کی بہت ہی دِل کش مثال ہے۔ ایک نعت کا یہ قطعہ
سند ملاحظہ ہو:۔

دین پھیلانے آتے رہے انبیاءؑ
شمعیں جلتی رہیں شمعیں بجھتی رہیں
رات یکسر ہوئی ختم جب مصطفیٰؐ
بن کے خورشید آئے سحر ہو گئی"

انبیاء سابقین کے زمانے کو رات تشبیہ دینا اور انبیاء کو شمعوں سے اور پھر ان کے مقابلے پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خورشید سے تشبیہ دینا اور آپ کے عہد مبارک کو دِن سے تعبیر کرنا نہایت ہی دلنشین تشبیہات و تعبیرات ہیں ـــــ انبیاء سابقین کی تبلیغ و ارشاد کا اتنا ہی اثر ہوا جتنا مجلس میں شمع کا اثر ہوتا ہے ـــــ لیکن حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا وہ اثر ہوا جو کائنات میں خورشید کا ہوتا ہے۔ سُبحان اللہ!
اس کے علاوہ اس تشبیہ میں یہ لطیف نکتہ بھی ہے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو چراغوں کی حاجت نہیں رہتی اسی طرح جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو آپ نے انبیاء سابقین یعنی چراغوں سے بے نیاز کر دیا اور ہر طرف اُجالا ہی اُجالا ہو گیا۔
"بن کے خورشید آئے سحر ہو گئی!"

ایک نعت میں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ و ارشاد اور اخلاقِ حسنہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے :-

خود بُتوں نے بھی کلمہ پڑھا ہے
تیری تبلیغ کی دِل کشی سے
سر جھکے سروران جہاں کے
تیرے اخلاق کی سروری سے

"تبلیغ کی دِل کشی" اور "اخلاق کی سروری" نہایت موزوں اور مؤثر تراکیب ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ گفتار اور حُسنِ کردار کی بہترین تعبیرات ہیں جن پر خود قرآنِ حکیم شاہد ہے ——— دورِ جدید میں ——— نہ یہ دِل کشی رہی اور نہ یہ سروری رہی اسی لیے دن بدن بات بگڑتی جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے !
یہ نعت مرصع ہے جس کا مطلع ہے ۔

ہوتے آپ کے جو غلام اللہ اللہ
بنے دو جہاں کے اِمام اللہ اللہ

اور ایک نعت کے یہ اشعار بہت خُوب ہیں :-

کیسے دیکھوں میں انہیں پیشِ نظر
پردۂ نُور نظر آتا ہے

چشمِ ساقی کی عنایت سے دِل
بے پئے چُور نظر آتا ہے
دِل کو جب سے ہے مِلا غم اُن کا
کیسا مسرُور نظر آتا ہے!

مندرجہ بالا نعت شریف کے پہلے شعر میں اصغر گونڈوی کے اس شعر کے مضمون کو نئے انداز سے بیان کیا ہے۔ ؎

"میں کامیابِ دید بھی ہوں محرومِ دید بھی
جلوؤں کے اژدحام نے حیراں بنا دیا"

لیکن جناب کاوش کا خیال نسبتاً بلند معلوم ہوتا ہے ——— اصغر کے ہاں ایک گونہ اقرارِ دید ہے حالانکہ "جلوؤں کا اژدحام" ہو تو "دید" ممکن نہیں فلما تجلّٰی ربہٗ للجبل جعلہٗ دکا و خر موسٰی صعقا ———

"موسٰی ز ہوش رفت بیک پر تو صفات"

جناب کاوش کے خیال میں حقیقت پسندی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اظہارِ بیان کی رفعت بھی ———!

دوسرے شعر میں 'دید' اور اس کی مستیوں کا ذکر ہے ——— حسرت موہانی کا شعر ہے ؎

مست صہبائے شوق ہے حسرت
ہم نشیں ساغرِ شراب اُٹھا

اگر مصرعہ اولیٰ میں مستی متحقق ہے تو پھر مصرع ثانی میں ہوش و خرد چہ معنی! 'سرخوشی و سرشاری' میں اتنا ہوش کہاں کہ ہم نشیں سے یہ کہا جائے کہ ساغرِ شراب

اُٹھا'، جناب کاوشؔ کے ہاں یہ تضاد نہیں۔ انہوں نے نہایت حقیقت پسندی کے ساتھ دید کا ذکر کیا ہے اور پھر اس کی مستیوں کو بیان کیا ہے۔
ایک نعت کا شعر ہے ؎

جو بھی اِنسان، اِنسان ہے
خُلقِ احمد کا احسان ہے

چھوٹی بحر میں سیدھا سادا شعر ہے لیکن بہت معنی خیز! غالبؔ نے کہا تھا ؎

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسّر نہیں اِنساں ہونا

بظاہر 'آدمی' اور 'انساں'، ایک ہی حقیقت کے دو نام معلوم ہوتے ہیں لیکن ان میں بُعد المشرقین ہے ——— ابنِ آدم کو آدمی کہا جا سکتا ہے لیکن جب تک وہ پیکرِ محبت نہیں، انسان نہیں ؎

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی!
اخوّت کی جہاں گیری محبت کی فراوانی

جناب کاوشؔ کہتے ہیں کہ آج جہاں جہاں انسانیت و شرافت موجود ہے۔ وہ 'خُلقِ احمد کا احسان ہے' ——— عرصہ ہوا قوانینِ صلح و جنگ سے متعلق عالمی ماہرین کے یہ تاثرات شائع ہوتے تھے کہ اقوامِ متحدہ نے اس سلسلے میں جو قوانین مرتب کیے ہیں وہ چودہ سو برس پہلے محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مرتب فرما دیئے تھے۔
گویا اُس وقت سے لے کر اس وقت تک جہاں جہاں انسانیت کے چراغ روشن ہیں سب اسی سراجِ منیر سے روشن ہیں ؎

جو بھی اِنسان، اِنسان ہے
خُلقِ احمد کا احسان ہے

بہت خوب!
ایک نعت کا شعر ہے ؎

خطا کر رہا ہوں، عطا چاہتا ہوں
ترے فضل کی اِنتہا چاہتا ہوں

مستحق کو معاوضہ دینا جزا ہے، اور استحقاق سے زیادہ دینا فضل ہے اور اپنے خطا کار کو معاف کر کے نوازنا' انتہائے فضل ——— ایک شاعر کہتا ہے ؎

موقوف جُرم ہی پر کرم کا ظہُور تھا
بندے اگر گناہ نہ کرتے قصُور تھا

اس شعر میں ایک گونہ ڈھٹائی اور بے حیائی محسوس ہوتی ہے لیکن جناب کاوش کے ہاں اقرار و اعتراف کے ساتھ ساتھ طلبِ عفو و درگزر اور سوالِ فضل و کرم بھی ہے جو جناب باری عزّ اسمہٗ میں نہایت ہی مہذب پیرایۂ بیان ہے۔
ایک نعت کا شعر ہے ؎

کیوں خلا میں کریں جستجو چاند کی
ہے زمیں پر وہ رشکِ قمر دیکھئے!

بظاہر معمولی شعر معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں جو بات کہی گئی ہے وہ نہایت عالی ہے۔ جناب کاوش کہتے ہیں کہ نوعِ انسانی نایک مطلوب و مقصود کی تلاش میں سرگرداں ہے لیکن وہ مقصود تو زمین پر موجود ہے پھر آسمان کو تکنے اور تسخیرِ ماہتاب کی کیا ضرورت؟ ———

غالب نے کہا تھا ؎

ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن
دِل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

بکثرت شارحین نے اس شعر کو مزاحیہ اشعار میں شمار کیا ہے۔ لیکن راقم کے خیال میں اس شعر میں عشق و محبت کا عقدہ کھولا گیا ہے۔ غالب کہتا ہے کہ جنّت کی حقیقت یہی تو ہے کہ وہاں آرام و آسائش کے جملہ ممکنہ اسباب موجود ہیں۔ لیکن عاشقِ خستہ جگر کو ان سے کیا واسطہ! اس کا آرام تو آرامِ جاں سے وابستہ ہے، وہ نہیں تو کچھ نہیں، اُس کے بغیر جنّت ایک کھلونا اور بہلاوا ہے —— بیشک جو عوام کا مقصود ہے وہ خواص کا کھلونا ہے

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

ایک نعت میں نزولِ وحی کی کیفیت کو کس دِل نشیں انداز میں بیان کیا ہے ؎

آتے ہیں بار بار کیوں جبریل
کیا سلام و پیام ہوتے ہیں؟

اقبالؔ نے کہا تھا ؎

"یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں"

اسی مضمون کو جناب کاوشؔ نے زیادہ بہتر اور مؤثر اسلوب میں ادا کیا ہے ؎

"حُسنِ سیرت ہے تِرا یا تِرا حُسنِ صُورت
ہم نے قرآن کو تا حدِ نظر دیکھ لیا"

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے "سراپا شریف" کو پیش کرتے ہوئے کس قدر

دلکش اشعار کہے ہیں کہ وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ؎

آنکھیں حضورؐ کی ہیں کہ رحمت کے میکدے
ہر ہر نظر ہے نشۂ ایماں لیے ہوئے
چہرہ حضورؐ کا ہے کہ قرآں کھلا ہوا
ہر ادا ہے رفعتِ ایماں لیے ہوئے
وڈس پہ مسکراتا ہوا پہلی شب کا چاند
تابانی و ضیائے فراواں لیے ہوئے

"سلام" کے ان اشعار کی برجستگی و بےساختگی بھی قابلِ داد ہے۔

برکتِ لازوال آپ کی ذات!
رحمتِ جاوداں سلام علیک
جانِ ارض و سما ہے جاں تیری
رُوحِ کون و مکاں سلام علیک
قوتِ بیکساں جلال ترا
طاقتِ ناتواں سلام علیک
زینتِ دوجہاں رُخِ زیبا

رونقِ ہر جہاں سلام علیک

آپ کی ذات ہادیٔ کُل ہے

رہبرِ کاملاں سلام علیک

بے حساب آپ کے ہیں لُطف و کرم

رحمتِ بیکراں سلام علیک

ایک نعت کے ان مصرعوں میں بڑی بیساختگی اور روانی ہے :-

ع ہم شبِ ہجر میں جل جل کے بجھے جاتے ہیں

ع چاند تارے ترے قدموں میں بچھے جاتے ہیں

ع دیکھ کر تجھ کو مہ و مہر چھپے جاتے ہیں

ع رُخ پہ قرباں گُل و گلزار ہُوئے جاتے ہیں

ع "ان کی تعریف سے اغیار جلے جاتے ہیں"

جناب کاوش نے چھوٹی بحروں میں بڑی کامیاب نعتیں کہی ہیں، ایک نعت کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں :-

آپ کی روشن پیشانی سے

پھُوٹ رہے ہیں لاکھ اُجالے

آپ کی آنکھیں روشن روشن

جیسے دو کوثر کے پیالے

اور یہ نعت تو سر تاسر مبصح ہے :-

"مصطفےٰ محمد ہیں" مجتبےٰ محمد ہیں
یعنی حسنِ قدرت کی اِنتہا محمد ہیں"
لطفِ زندگی بر سے" ذوقِ بندگی پہ چھلکے
حُسنِ احدیت جھلکے وہ قضا محمد ہیں
زندگی کا گوہر ہیں" روح کا وہ جوہر ہیں
جو نہ ہو فنا ہر گز وہ بقا محمد ہیں

جناب کاوش نے نعتیہ نظمیں بھی لکھی ہیں یہ نظم بہت ہی کامیاب ہے جس کا پہلا بند ہے ؎

رحمتِ عالم محمد مصطفےٰ آتے ہیں یاد!!
جب بہاروں میں نکھرتا ہے گلابوں کا شباب
جب اُبلتی ہے ہر اک غنچے کی بوتل سے شراب
جب اُلٹ دیتی ہے فطرت اپنے رخ سے خود نقاب
ساقیٔ کوثر حبیبِ کبریا آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم محمد مصطفےٰ آتے ہیں یاد!!

جناب کاوش نے مناقب کے باب میں بہت سی منقبتیں لکھی ہیں اور ان میں بیشتر کامیاب کہی جا سکتی ہیں، بہت سی مناقب میں آمد ہی آمد نظر آتی ہے خلفاء اور اہلِ بیت کے مناقب میں یہ اشعار ملاحظہ ہوں :-

رضائے حق رضائے مصطفےٰؐ ہے
رضائے مصطفےٰؐ صدیقِ اکبرؓ
دُعائے مصطفےٰؐ فاروقِ اعظمؓ
عطائے کبریا فاروقِ اعظمؓ

ہے بہارِ بے خزاں آغوش میں
لہلہاتا ہے گُلستانِ علیؓ

آغوشِ محمد میں زہرا کا دلارا ہے
اِک چاند کے پہلو میں تابندہ ستارا ہے

حُسینؓ جم کے کھڑے ہیں جفا کے رستے میں
کہ جیسے کوہِ گراں ہو ہوا کے رستے میں
چراغِ نُورِ شہادت ہیں بُجھ نہیں سکتے
ہوا کی زد پہ جلیں گے فنا کے رستے میں

یہ منقبت جوشِ بیان کی اچھی مثال ہے۔ تشبیہات و استعارات بھی بہت ہی خوب

ہیں ——— !

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کی منقبت کے یہ شعر ملاحظہ ہوں ؎

تیری ٹھوکر میں نخوتِ شاہی
سرورِ سروراں شہابُ الدین
خاکساری سی خاکساری تھی!
خادمِ خادماں شہابُ الدین

حضرت حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کی چادر شریف اور عُرس پر جو نظمیں لکھی ہیں ان میں آمد ہی آمد ہے

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمۃ کی منقبت "نذرِ لطیف" میں یہ بند قابلِ داد ہے۔

گُلوں کے حُسنِ تبسم کو جس نے سمجھایا
بتایا جس نے ہمیں رازِ گریۂ شبنم
ہر ایک شعر خلوص و وفا کا آئینہ
"رسالو شاہ جو" ——— گویا ہے پیار کا سنگم

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کی منقبت میں یہ شعر قابلِ مطالعہ ہے۔

اسے کہ تو فخرِ بوحنیفہ ہے
ناز ہے تجھ پہ خود فقاہت کو

کون تجھ سا ہے مُفتیٔ دوراں

اعلیٰ حضرت مجدّدِ ملّت

مفتیٔ اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ (شاہی امام مسجد فتحپور دہلی) کے مناقب میں بھی بہت سے اشعار قابلِ مطالعہ ہیں۔ مطلعے تو بہت ہی کامیاب ہیں ملاحظہ ہوں:۔

علم کی جان فقیہِ اعظم
شرع کی شان فقیہِ اعظم

جمع کون و مکاں کی آمد ہے
مظہرِ کُن فکاں کی آمد ہے

قوتِ دین و قدرتِ یزداں مظہر اللہ مُفتیٔ اعظم
رُوحِ اسلام و جوہرِ ایماں مظہر اللہ مفتیٔ اعظم

مولانا حسرت موہانی کی منقبت جوشِ بیان، برجستگی اور روانی کی بہت ہی کامیاب مثال ہے۔ یہ شعر ملاحظہ ہو:

شاعر وہ گلابوں کا تھا، خاروں کا وہ نقاد
شیریں کے تبسم میں نہاں تیشۂ فرہاد

مصرعہِ ثانی میں مولانا حسرت موہانی کی ساری زندگی کو سمو کر رکھ دیا ہے اور ایجاز و انحصار، اعجاز تک پہنچ گیا ہے ———

جناب کاوش نے رباعیات میں بھی اپنے جوہر دکھاتے ہیں۔ رباعی مشکل ترین صنفِ شاعری ہے۔ بہت کم شعراء نے اس تنگنائے میں قدم رکھا ہے۔ جناب کاوش کی یہ رباعیاں ملاحظہ ہوں:۔

پتھر میں شراروں کا سفر ہوتا ہے
خوں کا رگِ ہر گل میں گذر ہوتا ہے
ہے دِل تو بڑی چیز نظر کے دشمن
ہر ذرّے میں اللہ کا گھر ہوتا ہے

———

مینارِ ثریا کا شرارا چمکا!
وہ چاند کے گنبد کا کنارا چمکا
اُٹھ کاہکشاں لائی مصلّیٰ! غافل
سجدوں سے مقدر کا ستارا چمکا

———

ہر حدِ شرافت سے نکل جاتا ہے
موقع کی رعایت سے بدل جاتا ہے

کم ظرف تو اک جرعۂ مے کی خاطر
ہر دور کے پیمانے میں ڈھل جاتا ہے

آغوشِ قمر میں جو مچل جاتی ہے
پھولوں کے جو پہلو سے نکل جاتی ہے
وہ چھٹکی ہوئی چاندنی کیسے ساقی
ہر صبح مرے جام میں ڈھل جاتی ہے

ہر خار کو احساسِ خطر ہوتا ہے
ہر پھول کے سینے میں جگر ہوتا ہے
آہستہ قدم رکھو، سرِ گیتی کی قسم!
ہر ذرّے میں خوابیدہ شرر ہوتا ہے

جناب کاوش کے اس دیوان «نور و نکہت» کی خوبیوں کو کہاں تک گنایا جائے۔ قارئین کے سامنے موجود ہے وہ خود کلام کی رفعت و بلندی اور جذبے کی صداقت کا اندازہ کر سکیں گے۔ یہ مجموعۂ کلام جناب کاوش کے اخلاصِ فکر و عمل کی منہ بولتی

تصویر ہے ۔ یہ صحیفۂ آدابِ محبت ہے! ـــــ خُدا کی محبت، رسولِ خُدا کی محبت، بندگانِ خدا کی محبت! ـــــ بلاشبہ تشنگانِ عشق کے لیے یہ مجموعۂ کلام تریاق و اکسیر کا حکم رکھتا ہے مولیٰ تعالیٰ عاشقانِ رسول کے دِل منور اور دماغ معطر کر دے اور اس دیوان کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

خُداوندِ قدوس جناب پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش کو اس خلوص وللّٰہیت اور عشقِ رسول کا پُورا پُورا صلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین!

۲۷ رصفر المظفر ۱۳۹۵ھ
۱۱ مارچ ۱۹۷۵ء

محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل گورنمنٹ کالج
مٹھی ضلع تھرپارکر (سندھ)

حمدوثنا

تو ہی تو

تو الہ العالمیں، ربِ غفور — تیرے ہی انوار ہیں نزدیک و دور
قلبِ انساں تو نے بینا کر دیا — نور سے معمورِ سینا کر دیا
روئے ہر ذرہ ہے جلوہ طور کا — دل سمندر بن گیا ہے نور کا
ہے کہیں تابندہ سیاروں میں تو — جگمگاتا ہے کہیں تاروں میں تو
ہر رخِ زیبا تھا کاسہ بھیک کا — سینکڑوں جلووں سے تو نے بھر دیا
تو کہ ہے جاری و ساری ہر جگہ — کچھ نہیں موجود تیرے ماسوا
مہوشوں کی کج ادائی میں ہے تو — گل رخوں کی دل ربائی میں ہے تو
ہے گرجتی برق میں تیرا جلال — مسکراتے پھول میں تیرا جمال
غنچہ میں سربستہ تیرا راز ہے — نطقِ بلبل میں ترا ہی ساز ہے
عرش پر تاروں میں تیری محفلیں — فرش پر پھولوں میں تیری محفلیں

اس بہارِ زیست کی کاوش ہے تو
حسن، رعنائی، ادا، دلکشی ہے تو

حق موجود

تھا ہر نفس قریب، مگر ڈھونڈتے رہے
ہم خود سے دُور، تجھ کو کدھر ڈھونڈتے رہے

تو جلوہ گر تھا شام و سحر کے لباس میں
ناداں تجھی کو شام و سحر ڈھونڈتے رہے

پھولوں میں تو چھپا ہوا ہنستا تھا باغ میں
دیوانے جنگلوں میں مگر ڈھونڈتے رہے

اکثر جگر کی ٹیس میں محسوس تو ہوا
ہم کس لیے مسیحِ دِگر ڈھونڈتے رہے

تو شب کی تیرگی میں رہا دھڑکنوں کے ساتھ
ہم آگہیِ نُورِ سحر ڈھونڈتے رہے

تو ہر نفس قریب رہا آہ کی طرح
دِل گیر کیوں فغاں کا اثر ڈھونڈتے رہے

مُدت سے اہلِ دل، تھے یہ کس کی تلاش میں
صدیوں یہ کس کو اہلِ نظر، ڈھونڈتے رہے

اہلِ نظر نے تجھ کو اگر دیکھ بھی لیا!
پھر ساری عمر اپنی نظر ڈھونڈتے رہے

"کاوش" جو اہلِ عشق کبھی پا گئے اسے
کھوتے کچھ ایسے اہلِ نظر ڈھونڈتے رہے

"کاوش" جو اہلِ عشق کبھی پا گئے اسے
کھوتے کچھ ایسے اہلِ نظر ڈھونڈتے رہے

حاصلِ جبیں

مری بندگی یہی ہے، مری زندگی یہی ہے
جو اٹھاؤں سر، تو کیسے بھلا تیرے آستاں سے
تیری نعمتوں کے صدقے، تری برکتوں کے قرباں
تری رحمتوں کی بارش ہوئی خوب آسماں سے
مری آبرو یہی ہے، مری آرزو یہی ہے
بھرے میرا ساغرِ دل، مئے نورِ بیکراں سے
ہو مجھے بھی کاش حاصل کبھی سیرِ کوئے بطحیٰ!
یہی التجا سدا ہے، مری ربِ دوجہاں سے
یہی سنگِ در تو کاوش، مرا حاصلِ جبیں ہے
جو میں اٹھ کے جاؤں بھی، تو کہاں جاؤں آستاں سے

رحمت نامہ

عابدوں نے تو عبادت کا اثر دیکھ لیا
عاصیوں کو تری 'رحمت' نے مگر دیکھ لیا

تیری 'رحمت' کے تصدق، تری رحمت کے نثار
تیری 'رحمت' کا ہر اک شے پہ اثر دیکھ لیا

تیری 'رحمت' پہ سلام اور تری رحمت پہ درود
تیری 'رحمت' کو ہر اک شام و سحر دیکھ لیا

تیری 'رحمت' نے دیا ہم کو محمد سا شفیع!
تیری 'رحمت' کو باندازِ دگر دیکھ لیا

تیری 'رحمت' نے تو بخشش کے بہانے ڈھونڈے
ہم نے 'رحمت' کا تری عزم و اثر دیکھ لیا

تیری رحمت کو محبت کا شجر پایا ہے
تیرے محبوب کو رحمت کا ثمر دیکھ لیا

تیری 'رحمت' کو 'محبت' کو تری 'شفقت' کو
شانِ احمد میں باندازِ دگر دیکھ لیا

○

نعت وسلام

دورِ جہالت سے عہدِ رسالت تک

وہ عرب کی جہالت کا دورِ زبوں
جب نہ شارع تھا اور نہ شریعت کوئی
تار تار آدمیّت کا جامہ ہوا
ہر حقیقت کی بے حُرمتی کی گئی

ذہن چٹخا کیا رُوح گھٹتی رہی
کوئی جگنو بھی شب کو نہ گلبن میں تھا
صُبحدم صحنِ گلشن میں دیکھا یہی
ہار خاروں کا پھولوں کی گردن میں تھا

شب کی تاریکیاں ناگنوں کی طرح
ابنِ آدم کو ڈستی تھیں ڈستی رہیں
دھاڑتے ہی رہے قہر کے زلزلے
'ظلم' کی آندھیاں روز چڑھتی رہیں

گُلشنِ حُسنِ انسانیت جل گیا
جہل کی آتشیں وہ ہوائیں چلیں
کچی کلیوں کی عصمت کا خوں ہو گیا
اور قبائیں گلوں کی اُتاری گئیں!

ابنِ آدم کا سینہ بھی چھلنی ہوا
'بنتِ حوا' کی چادر اُتاری گئی!
وحدتِ حق کو راہوں میں لوٹا گیا
'نقدِ پیغمبری' بھی چُرا لی گئی

وحشتوں کے بگولے اُٹھے اور بڑھے
شہرِ شائستگی لُٹ کے مرگھٹ بنا
دہشتِ مرگ کا رقص کر
اپنے ہی سر سے تھے

تفرقے تھے زباں، رنگ اور نسل کے
صورۃً وصل کے، سیرۃً فصل کے
وسوسے اپنی تہذیب کے اصل کے
تھے یہ منصوبے انسان کے قتل کے

آسمانوں سے انگارے برسا کیے
گلشنِ رنگ و بو پر خزاں چھا گئی
کھیت کھلیان جلتے تھے سب جل گئے
قہقہے دِل جلی آہ میں ڈھل گئے

تھے جو حساس انسان مقتول تھے
جیسے بیوہ کے ارماں یتیموں کی ضِد
قلب کی سولیوں پر تھے عقلوں کے سر
قہرِ درویش تھا جانِ درویش پر

چاند سویا گیا گھاٹیوں میں کہیں
راہبوں کی طرح جنگلوں میں کہیں
چاندنی کھائیوں میں سسکتی رہی
عقل منزل کی خاطر بھٹکتی رہی

ظلمتِ شب میں تارے لرزتے رہے
چادرِ تیرگی پھیلتی ہی رہی
اور چراغوں کے سینے دھڑکتے رہے
شب کے لمحات یونہی سمٹتے رہے

رش رحمتِ حق کو جوش آگیا — تیرہ و تار لمحے سسکنے لگے
دورِ تیرہ شبی ختم ہونے لگا — ظلمتِ شب کے پردے سرکنے لگے

یُوں اُفق در اُفق جھلملائی شفق — شب پہ جس طرح شب خُون مارا گیا
اور پھر نُور کا ایسا تڑکا ہوا — ہر طرف انقلابِ حسیں آگیا

سیلِ انوارِ رحمت رواں جو ہوا — نُور ہی نُور تھا جس طرف دیکھتے
دیدہ و دل اُجالوں میں ڈوبے ہوئے — جلوۂ طُور تھا جس طرف دیکھتے

نُور میں کوہِ فاراں نہایا ہُوا — نُور میں سارا کعبہ سمایا ہُوا
عرش سے فرش تک تھا سماں دیدنی — جلوۂ فیضِ نُورٌ علیٰ نُور تھا

یعنی نُورُ الہُدیٰ ــــ نُورِ بدرُ الدجیٰ — نُورِ شمس الضحیٰ نُورِ کہفُ الوریٰ
صاحبِ قابِ قوسین جس کا لقب — صاحبُ التاج و معراج، صدرُ العلیٰ

آگیا حسنِ نُورِ رسالت لیے — اور انسانیت کی ہدایت لیے
خالقِ دوسرا کی عنایت لیے — ہر نجابت لیے ہر شرافت لیے

اعلیٰ ہمت لیے بالا رفعت لیے — شان و عظمت لیے رب کی شفقت لیے
ابرِ رحمت لیے خوانِ نعمت لیے — دل میں وسعت لیے سب کی الفت لیے

نورِ احمد کو میں ربّ کا احساں کہوں — جانِ جاناں کہوں رُوحِ خوباں کہوں
نورِ ایماں کہوں رازِ عرفاں کہوں — رمزِ قرآں کہوں شانِ یزداں کہوں

ہاں وہی نور جو جانِ رحمت بھی ہے — پاک طینت بھی ہے نیک خصلت بھی ہے
شانِ قدرت بھی ہے حُسنِ فطرت بھی ہے — خوبصورت بھی ہے خوب سیرت بھی ہے

اس طرح آیا وہ نورِ قرآں لیے — ظُلمتِ کفر کے جس سے بادل چھٹے
غول بھاگے شیاطین و فطین کے — لات و عزیٰ ہبل منہ کے بل گر پڑے

کج کلاہی کی رسمِ کہن مٹ گئی — رنگ و نسل و زباں کا تفاخر مٹا
مرکزِ حق پہ سب گردنیں جھک گئیں — نورِ تقویٰ منارِ فضیلت بنا

شہریارانِ ظلم و ستم سوچ لیں — نوچ پائیں گے اب وہ نہ کلیاں کبھی
دستِ گلچیں اُٹھے گا تو کٹ جائیگا — شاخِ گل تن کے شمشیرِ حق بن گئی

اب نہ حاکم تھا کوئی نہ محکوم تھا
سب کا دستورِ فطرت کا دستور تھا
اب نہ ظالم تھا کوئی نہ مظلوم تھا
حق کا آئین — آئینِ جمہور تھا

حریت کی شعاعوں کا سیلِ رواں
رنگِ جمہوریت فیضِ شورائیت
حسنِ انسانیت — بین الاقوامیت
ہے اسی نورِ فطرت کی آفاقیت

حاکمیت عوام اور جمہور کی
اور حکومت یہ دہقان و مزدور کی
یہ تجلیِ عدل و مساوات سب
درحقیقت ہے برکت اسی نور کی

ہاں وہی نور جو نورِ اخلاق ہے
کثرتِ خیر میں شہرۂ آفاق ہے
جس کا پرتو ہے علم و عمل آگہی
حسنِ کردار میں جو بڑا طاق ہے

ہاں وہی نور تو سدِ آتش بھی ہے
ظلمتوں کے لیے ردِ سازش بھی ہے
رشکِ دانش بھی ہے فخرِ کاوش بھی ہے
رب کا محبوب ہے سب کا نازش بھی ہے

ہے وہ غمخوار مجبور و مقہور کا
سب کا آقا وہ ہے سب ہیں اس کے غلام
اس کی رحمت کے سائے میں سب خاص و عام
لاکھوں درود اس پہ بے حد سلام

سلام

نورِ کون و مکاں — سلام علیک
حُسنِ بزمِ جہاں — سلام علیک

والیِٔ ہر زماں — سلام علیک
ناظمِ دو جہاں — سلام علیک

آپ کی ذات ہادیٔ کُل ہے
رہبرِ کاملاں — سلام علیک

بزمِ امکاں سجی تمہارے لیے
وجہ کون و مکاں — سلام علیک

دستِ قدرت میں نبضِ ہر عالم
سب کی رُوحِ رواں — سلام علیک

کشتِ توحید ہو گئی شاداب
ابرِ گوہر فشاں — سلام علیک

پھیلی خُلقِ عظیم کی خوشبو!
مہکا ہر گُلستاں — سلام علیک

برکتِ لازوال — آپ کی ذات
نعمتِ جاوداں — سلام علیک

جانِ ارض و سما ہے جاں تیری
رُوحِ کون و مکاں — سلام علیک

زینتِ دو جہاں، رُخِ زیبا
رونقِ ہر زماں — سلام علیک

نازشِ مومناں تری ہستی!
فخرِ ہر انس و جاں — سلام علیک

بے حساب آپ کے ہیں لُطف و کرم
رحمتِ بیکراں — سلام علیک

کاوشِ بے نوا کی جانب سے
لیجیے مہرباں — سلام علیک

قوت بیک حلال ہے ترا

سویرے سویرے

کِھلے پُھول سارا چمن مُسکرایا
یہ کون آج آیا سویرے سویرے

کہ مُرغانِ گلشن میں ہر سو ہے چرچا
یہ "صَلِّ عَلیٰ" کا سویرے سویرے

ہوا جلوہ گر "آفتابِ رسالت"
نہانے لگا نُور میں "کوہِ فاراں"

ہے عکسِ جمالِ رُخِ مُصطفےٰ سے
عجب نُور پھیلا سویرے سویرے

انہیں سے تو جلوے ہیں لعل و گہر میں
انہیں سے تو پُھولوں کی محفل حسیں ہے

وہی چاند تاروں کی رونق ہیں شکوہ!
وہی نُور افزا سویرے سویرے

شبِ غم نے جب بھی مجھے آ کے گھیرا
تصوّر کیا ہے "رُخِ مصطفےٰ" کا

چھٹی تیرگی نُور ہر سمت پھیلا
نظر آیا جلوا سویرے سویرے

وہ محشر کی گرمی، جلالِ الٰہی!
پکاریں گے جب انبیا نفسی نفسی!

مدد کے لیے "شافعِ روزِ محشر"
چلے آئیے گا سویرے سویرے

شبِ غم نے راہوں میں طوفاں اُٹھائے
جُدائی کے غمناک اندھیروں نے گھیرا
یہ سب رنج و غم بھول جاؤں گا آقا
مدینے جو پہنچا سویرے سویرے

نہ پوچھ اہلِ دل کے شب و روز واعظ
مرے مُصطفٰے کا کرم اس قدر ہے
کبھی شام کو اپنے گیسو بکھیرے
کبھی رُخ دکھایا سویرے سویرے

وہ طیبہ کی رنگیں فضا تے بہاراں
وہ پھولوں کے جُھرمٹ میں بُلبل کے نغمے
سُکوں میں بھی کاوش مدینے میں جا کر
بُلائیں جو آقا سویرے سویرے

جلوہ گر آفتابِ رسالت، ہوا
حق کے انوار اب دِل کو گرمائینگے
ظلمتِ کفر، کافور ہو جائے گی
نورِ وحدت سے چہرے نکھر جائینگے

گرمیٔ روزِ محشر سے جب الاماں!
الاماں! کر رہے ہوں گے جن و بشر
بدلیاں آکے رحمت کی چھا جائیں گی
گیسوئے مصطفےٰ جب بکھر جائینگے

بھیک رحمت کی جب مانگنے کے لیے
عاصیوں کی نظر آپ پر جائے گی
رحمتِ حق، کو بھی پیار آجائے گا
جُرمِ اُمّت پہ جب آپ شرمائینگے

جو ہیں وابستۂ دامنِ مصطفےٰ
پائیں گے اُن کے دامن میں عاصی پناہ
رحمتِ مصطفےٰ کا تو کہنا ہی کیا
بخششِ دو جہاں آپ فرمائینگے

پُلصراط عالموں نے جسے ہے کہا
ہے خمِ ابروئے مصطفےٰ پر فدا
جن کو ان کی نظر کا اشارہ مِلا
مسکراتے ہوئے پار اُتر جائینگے

چاندنی ظلمتوں میں چٹک جائے گی
آرزوؤں کی کلیاں چٹک جائیں گی
مشک و عنبر کی خوشبو بکھر جائے گی
کوچۂ دل میں جب وہ گزر جائیں گے

نفسی نفسی کا عالم ہے یا مصطفےٰ
حشر سے پہلے یاں حشر ہے اِک بپا
آپ نے بھی اگر ہم کو ٹھکرا دیا
ہم گنہگار ہیں پھر کدھر جائیں گے

مارے مارے پھریں دربدر کس لیے
دردِ دل اپنا، کاوش، سنائیں کِسے
جب نگاہِ کرم اُن کی ہو جائے گی
کام بگڑے ہوئے سب سنور جائیں گے

دین پھیلانے آتے رہے انبیاءؑ
شمعیں جلتی رہیں شمعیں بجھتی رہیں
رات یکسر ہوئی ختم جب مصطفےٰ
بن کے خورشید آئے سحر ہو گئی

جھولیاں بھر گئیں غنچۂ دل کھلا
بیڑیاں کٹ گئیں غم کے بادل چھٹے
اس کی قسمت کا تارا چمکنے لگا
جس پہ بدرالدجیٰ کی نظر ہو گئی

ماہ و انجم ہوئے گردِ راہِ سفر
زیرِ نعلین پا عرشِ اعظم ہوا
اللہ اللہ یہ کیسا مقام آگیا؟
تابِ جبریل بے بال و پر ہو گئی

لات و عزیٰ ہبل کلمہ پڑھنے لگے
بجھ گئے آتش کدے باغ بننے لگے
ابرِ رحمت بھی برسا کیا جھوم کر
کشتِ توحید بالیدہ تر ہو گئی

آپ "نورالہدیٰ" آپ "کہف الوریٰ"
آپ تنویرِ حق آپ "شمس الضحیٰ"
خرمنِ کفر کے حق میں سرکار کی
ہر نظر گویا برق و شرر ہو گئی

حق نے تم کو "سراجاً منیرا" کہا
تم سے کونین کا دور اندھیرا ہوا

رحمتِ جاوداں

رحمتِ حق مِلی ہے نبی سے
دِل ہوا پاک آلودگی سے

رُوحِ انسانیت جُھوم اُٹھی!
تیرے پیغام کی نغمگی سے

زندگی کا سلیقہ سِکھایا
حسنِ تہذیب و شائستگی سے

جہل کی تیرگی دُور کر دی
سیرتِ پاک کی چاندنی سے

خشک رہبانیت کو مٹایا
آپ نے زندہ دِل بندگی سے

وقت کی قدر کرنی سِکھائی
اپنی باقاعدہ زندگی سے

قیدِ اوہام سے ہے چُھڑایا
ذہنِ انساں کو حق آگہی سے

خود بتوں نے بھی کلمہ پڑھا ہے
تیری 'تبلیغ' کی دلکشی سے

سر جھکے سرورانِ جہاں کے
تیرے 'اخلاق' کی سروری سے

دُشمنوں نے بھی تجھ کو سراہا
تیرے 'کردار' کی برتری سے

کج کلاہوں کی گردن جُھکی ہے
تیرے 'اخلاص' کی سادگی سے

سرکشوں کے لیے کیں دُعائیں
آپ نے رحمتِ دائمی سے

عاصیوں کے لیے آپ روتے
اپنے 'احساس' کی خستگی سے

ٹُوٹے دِل آپ ہی جوڑتے ہیں
خُوبیِ فنِ شیشہ گری سے

جھولیاں بھر گئیں عاصیوں کی — تیری رحمت کی دریا دلی سے

سب کو گرویدہ اپنا بنایا — خِدمتِ خلق، کی یاوری سے

گفتگو کا سلیقہ سِکھایا — دِل نشیں لہجہ کی چاشنی سے

اِک نئی سوچ اِنساں کو بخشی — آپ نے فکر کی تازگی سے

پائی معراج، اِنسانیت نے — تیرے ہی عِلم اور آگہی سے

صُبح نے مسکرانا ہے سیکھا — مصحفِ رُخ کی تابندگی سے

ہے شگفتہ فضا تے بہاراں — چہرۂ پاک کی تازگی سے

ابرِ مشکیں ہے گلشن پہ چھایا — آپ کے گیسوئے عنبری سے

مسکراہٹ گُلوں نے اُڑائی — آپ ہی کی تو خندہ لبی سے

ہے مصفیٰ ہر اِک دامنِ گُل! — تیری فطرت، کی پاکیزگی سے

لذّتِ کامِ جاں، ذکرِ حق ہے — لذّتِ ذکر، عشقِ نبی سے

تم ہی تم ہو جدھر دیکھتا ہوں — جذبۂ دِل کی دیدہ وری سے

چاک دِل اپنے "کاوش" کا سی دو — اپنی رحمت کی بخیہ گری سے

ہوئے آپ کے جو غلام، ۔ اللہ اللہ — بنے دو جہاں کے امام، ۔ اللہ اللہ
لبوں پر درود و سلام، ۔ اللہ اللہ — یہ ہے تسنیم و کوثر کے جام ۔ اللہ اللہ
محبت کی شاید یہی ابتدا ہے — ہے لب پہ رواں اُنکا نام ۔ اللہ اللہ
ملے بے طلب جام، تشنہ لبوں کو — ترے میکدے کا نظام ۔ اللہ اللہ
بچھے راہ میں کہکشاں، چاند، تارے — ہوئے آسماں زیرِ گام ۔ اللہ اللہ
سرِ عرش، خلوت میں، اور بالمشافہ — ہوئے رب سے وہ ہمکلام ۔ اللہ اللہ
کبھی نام لے کر نہ رب نے پکارا — یہ ہے آپ کا احترام ۔ اللہ اللہ
نہ کیوں تیز ہوں دھڑکنیں میرے دل کی — نظر آیا "باب السلام" ۔ اللہ اللہ
رُخِ مصطفٰے سے مجلّٰی در و بام — وہ انوار کا ازدحام ۔ اللہ اللہ
توجہ اور اس درجہ ہم عاصیوں پر — کہاں ہم، کہاں یہ مقام ۔ اللہ اللہ
نگاہوں کی جنت، ترا سبز گنبد — ہے تسکینِ دل تیرا نام ۔ اللہ اللہ
وہ قلب و نظر سے محبت کے سجدے — وہ ذکرِ درود و سلام ۔ اللہ اللہ
وہ جالی تلک آکے لفظ لڑکھڑائے — ادب کا یہ اعلیٰ مقام ۔ اللہ اللہ
پڑی ٹھوکریں دھڑکنیں کھا رہی ہیں — مرے دل کا عاجز خرام ۔ اللہ اللہ
بِلا نعت کا ذوق کاوش "کو ہمدم — یہ ہے فیضِ خیر الانام ۔ اللہ اللہ

آپ کو جو حضور دیکھیں گے
ربّ تعالیٰ کا نُور دیکھیں گے

ہے جو سچی لگن زیارت کی!
تو مدینہ ضرور دیکھیں گے

دیدۂ دِل سے دیکھنے والے
ان کا ہر جا ظہور دیکھیں گے

ان کی آنکھوں سے پینے والوں کو
نشّہ میں چُور چُور، دیکھیں گے

ان کے رُخسار سے لپکتا ہُوا
شُعلۂ کوہِ طُور دیکھیں گے

گر سلامت ہے جذبِ دِل کاوش
ہم بھی طیبہ ضرور دیکھیں گے

جب نظر مجھ کو حریم کردگار آجائے گا
اپنے سجدوں کا مجھے بھی اعتبار آجائے گا

میں حرم سے جب چلوں گا ارضِ طیبہ کی طرف
ہر قدم پر مجھ کو لُطفِ انتظار آجائے گا

گنبدِ خضرا، کو دیکھوں گا جب اپنے سامنے
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آجائے گا

آپ شرماتے ہوئے آجائیں گے جب حشر میں
اس ادا پر داورِ محشر کو پیار آجائے گا

آپ کے گیسو پریشاں کس سے دیکھے جائیں گے
جنت الفردوس سے ابرِ بہار آجائے گا

ساقیٔ کوثر کی نظریں جس طرف اُٹھ جائیں گی
دیکھنے والوں کی آنکھوں میں خمار آجائے گا

جب یہ نعتِ رحمتِ عالم پڑھے گا حشر میں!
کاوشِ، عاصی پہ خود مولا کو پیار آجائے گا

○

جو بہت دور نظر آتا ہے
دِل میں مستور نظر آتا ہے

ذرّے ذرّے میں ارضِ طیبہ کے
جلوۂ طُور نظر آتا ہے

کوچۂ مُصطفٰے میں ہر ہشیار
فخرِ منصُور نظر آتا ہے

کیسے دیکھوں انہیں کہ پیشِ نظر
پردۂ نور نظر آتا ہے

چشمِ ساقی کے دیکھنے سے دِل
بے پیئے چور نظر آتا ہے

جس طرف دیکھئے مدینے میں
نُور ہی نُور نظر آتا ہے

ان کے چہرے پہ کیا نظر ٹھہرے
منظرِ طُور نظر آتا ہے

اُن کی محفل کا حُسن کیا کہنا
ہر طرف نُور نظر آتا ہے

دِل کو جب سے مِلا ہے غم اُن کا
کیسا مسرور نظر آتا ہے

جو بھی آتا ہے بزمِ طیبہ سے
کیسا مخمُور نظر آتا ہے

جلوہ ریزی سے گنبدِ خضرا
منبعِ نور نظر آتا ہے

کاوشؔ آنکھوں سے دُور ہے طیبہ
دِل سے کب دُور نظر آتا ہے

○

○

جو بھی اِنسان، اِنسان ہے — خلقِ احمد کا اِحسان ہے
ان کے در کا جو دربان ہے — فخرِ دارا وَ خاقان ہے
مُصطفےٰ کا جو فرمان ہے — بالیقیں عین قرآن ہے
دستِ رحمت میں میزان ہے — بخشش دینے کا سامان ہے
ان کے کردار پر بھی عمل! — جن پہ جاں تیری قُربان ہے
مُصطفےٰ سے جو باغی ہوا! — وہ حقیقت میں، نادان ہے
جو کمی دیکھے محبُوب میں — یہ منافق کی پہچان ہے
اپنے "کاوش" پہ بھی اِک نظر
دید کا اُس کو ارمان ہے

○

قرآن ہے خود "نُورِ نبوت" کا قصیدہ
اللہ نے لکھا ہے "شانِ رسالت" کا قصیدہ

دُنیا کو دیا آپ ہی نے درسِ "مساوات"
غیروں میں پڑھا حُسنِ "اخوت" کا قصیدہ

"جمہور" کو ہر ظُلم کے پنجے سے چھُڑایا
پڑھنے لگے سب حُسنِ عقیدت کا قصیدہ

تاریخ یہ دیتی ہے گواہی کہ پڑھا ہے
بوجہل نے بھی تیری "صداقت" کا قصیدہ

ہر جبر و تشدد پہ کیا شکرِ الٰہی!
تھا لب پہ سدا "صبرِ و قناعت" کا قصیدہ

جب کچھ نہ بنی بات پئے داورِ محشر!
"کاوش" نے پڑھا اُن کی شفاعت کا قصیدہ

مجھ کو میری طلب سے سِوا مِل گیا
جب محمّد ملے تو خُدا مِل گیا

اس کو دُنیا نے چاہا خدا کی قسم
جس کو محبوبِ ربُّ العلیٰ، مِل گیا

جس پہ چشمِ کرم ہو گئی آپ کی
زندگی کا اسے مُدعا مِل گیا۔

اس کی چوکھٹ پہ شاہانِ دوراں جھکے
جس کو دروازۂ مُصطفےٰ مِل گیا

اُن کی قسمت پہ نبیوں کو بھی رشک ہے
جن کو تُم سا رسولِ خُدا مِل گیا

ہم کو کاوش اندھیروں کا کیا خوف ہے
ہم کو جب ظلِّ نورُ الھدیٰ مِل گیا

درد و غمِ حیات کا درماں، تمہیں تو ہو
میرے سکونِ قلب کا ساماں، تمہیں تو ہو

دُنیائے حُسن و عشق کے جلوے تمہیں سے ہیں
انوارِ غازۂ رُخِ خوباں، تمہیں تو ہو

رعنائیاں چمن کی عبارت تمہیں سے ہیں
پھولوں کا حُسن، جانِ بہاراں تمہیں تو ہو

ہیں تابشیں تمہاری ہی تاروں میں چاند میں
وجہِ ضیائے مہرِ درخشاں، تمہیں تو ہو

وہ لامکاں کہ جس کے امیں جبرئیل ہیں!
اس لامکاں کے ساکن و مہماں تمہیں تو ہو

دستورِ فطرت آپ نے ترتیب دیدیا
آئینِ حق تعالیٰ کا عنواں تمہیں تو ہو

"خلقِ عظیم" سے ہے منور رہِ حیات
کردار کا منارِ درخشاں تمہیں تو ہو!

اس بزمِ کائنات میں تُم سے ہے روشنی
"کاوش" کے دِل میں شمعِ فروزاں تمہیں تو ہو

○

وہ آگئے حیات کا ساماں لیے ہوئے
تاریکیوں میں مشعلِ قرآں لیے ہوئے

اس خار زارِ زیست میں گھبرا نہ جائے دِل
آئے حضور، کیفِ بہاراں لیے ہوئے

دستِ شفا میں راحتیں دنیا و دیں کی ہیں!
فیضانِ ابرِ رحمت باراں لیے ہوئے

روشن جبینِ عجز پہ سجدے کا وہ نشاں
عز و وقارِ عظمتِ انساں لیے ہوئے

ٹھوکر میں تاجِ قیصر و کسریٰ پڑا ہوا
قدموں میں نخوتِ سرِ شاہاں لیے ہوئے

ہونٹوں پہ مسکراتا ہوا پہلی شب کا چاند
تابانیِ ضیائے فراواں لیے ہوئے

غنچہ کھلا ارم کا کھُلا جب دہانِ پاک
خوشبوئے خلد، نازشِ رضواں لیے ہوئے

دندانِ پاک سے ہیں دمکتے گُہر بھی ماند!
اور لب خراجِ لعلِ بدخشاں لیے ہوئے

دل، نورِ معرفت کا خزینہ بنا ہوا
سینہ، تجلیات کا طوفاں لیے ہوئے

آنکھیں حضور کی ہیں کہ رحمت کے میکدے
ہر ہر نظر ہے نشۂ ایماں لیے ہوئے

چہرہ حضور کا ہے کہ قرآں کھلا ہوا
ہر اک ادا ہے رفعتِ عرفاں لیے ہوئے

"کاوش" کو بھی زیارتِ طیبہ کا اِذن ہو
وہ بھی ہے دل میں دید کا ارماں لیے ہوئے

○

مقبول دُعائیں ہوتی ہیں، دِل کے ارمان نِکلتے ہیں
راہِ طیبہ میں دیوانے، جب بتیابانہ چلتے ہیں

ہے خاکِ پائے شاہِ اُمم، یہہ کاہکشاں یہ کون و مکاں
سانچے میں عشق و محبت کے کیا نُور کے جلوے ڈھلتے ہیں

قدموں میں نچھاور تارے ہیں، راہوں میں بچھی ہے کاہکشاں
وہ نورِ مجسم صلِّ علیٰ رستوں میں نُور کے چلتے ہیں

سرکار جہاں پر پہنچے ہیں، وہ نُور کی منزل کیا ہوگی
جس کی راہوں میں چلنے سے پَر رُوح الامیں کے جلتے ہیں

خورشید میں جلوہ ہے اُن کا تاروں میں تجلی ہے اُن کی
جتنے بھی چراغِ محفل ہیں، سب اُن کے فیض سے جلتے ہیں

اِک نور کا ٹکڑا نور ہدیٰ اِس کا دش، عاصی کو ہو عطا
کونین کے سارے شاہ و گدا ٹکڑوں پہ تمہارے پلتے ہیں!

○

(۱)

نہ کعبہ نہ بیت الصنم دیکھتے ہیں
محمد کے نقشِ قدم دیکھتے ہیں

جو حلقہ بگوشانِ خیرالوریٰ ہیں
انہیں فخرِ دارا و جم دیکھتے ہیں

مصیبت میں، مشکل میں، طوفانِ غم میں
فقط ان کا ہی لطف و کرم دیکھتے ہیں

نہیں دیکھ سکتے کسی کو وہ غمگین
کسی کی وہ کب چشمِ نم دیکھتے ہیں

کسی چہرے پر کب نظر اُن کی ٹھہرے
جو بدرالدجیٰ کے قدم دیکھتے ہیں

غلامانِ احمد کی چوکھٹ پہ کاوش
سلاطین کے سر بھی خم دیکھتے ہیں

○

سر پہ عرشِ اعظم نے گفشِ پا اٹھائی ہے

دو کماں سے بھی نزدیک ذاتِ مصطفائی ہے

اِک فرشتۂ نوری جل مرے جو پر مارے
وہ بھی کیا بشر ہو گا جس کی واں رسائی ہے

چاند ہو کہ تارے ہوں، آپ کے ہیں نقشِ پا
گردِ راہ نے اُڑ کر کہکشاں بنائی ہے

جس کے ادنیٰ جلوے سے کھا کے غش گرے موسیٰ
اس کی جلوہ گاہوں تک آپ کی رسائی ہے

جب سے آپ نے میرے دِل میں جلوہ فرمایا
زندگی کی ہر منزل خود ہی جگمگائی ہے

چاند کیوں ہوا روشن پھول مسکرائے کیوں
کس کے واسطے حق نے بزم یہ سجائی ہے

سارے عالموں ہی میں آپ رحمتِ حق ہیں
کون کون سی بستی آپ نے بسائی ہے

ہوں عطا فقیروں کو نُور سے بھرے ساغر
ساقیا گھٹا کالی میکدے پہ چھائی ہے
قبر میں نہ تاریکی اور نہ کوئی تنہائی!
شمعِ نُورِ احمد ہے قُربِ مُصطفائی ہے
کیسا فاصلہ کاوشؔ ہجر کس کو کہتے ہیں؟
دِل میں اُن کو پایا ہے جب نظر جھکائی ہے

O

○

"واللیل" ہے اُن کی زلف دوتا "والشمس" رُخِ انور اُن کا
"مازاغ" کا سُرمہ آنکھوں میں "یٰسین" کا سر پہ ہے سہرا
ہے اُن کی صفت "لولاک لما" وہ وجہ ضیائے کون و مکاں
وہ نورِ قدم وہ نورِ حرم وہ نورِ ہدیٰ وہ نورِ خدا
کونین کی دولت قدموں میں ہونٹوں پہ صداقت کا نعرہ
ہے تاجِ دَنا سر پر اُن کے قدموں میں بچھا ہے عرشِ علیٰ
سرکار ہمارے پل بھر میں تا عرشِ معلیٰ ہو آئے
زنجیرِ حرم ہلتی ہی رہی تھا گرم جو بستر گرم رہا
نام آپ کے اُسوۂ حسنہ کا قرآن رکھا ہے خالق نے
انداز ہیں "اسریٰ" کا زینہ عرفان کی منزل حُسنِ ادا
ہاتھوں میں "لواء الحمد" لیے سرکار مدد کو آئیں گے
میدانِ قیامت میں کا "وش" بجتا ہوگا اُن کا ڈنکا

○

خطا کر رہا ہوں عطا چاہتا ہوں
ترے فضل کی انتہا چاہتا ہوں

خُدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ
میں محبوبِ رب کی رضا چاہتا ہوں

مجھے ساری دُنیا نے ٹھکرا دیا ہے
سہارا حبیبِ خُدا چاہتا ہوں

نہ جنت کی خواہش نہ حوروں کا سودا
مدینے میں تھوڑی سی جا چاہتا ہوں

جو طٰہٰ ہیں کاوش جو "بدرالدجیٰ" ہیں
انہیں سے میں نورِ ھُدیٰ چاہتا ہوں

سکونِ قلب ہو تسکینِ جاں ہو آسرا تُم ہو
جہانِ زیست میں واللہ بس رونق فزا تُم ہو

محمد مصطفےٰ تم ہو حبیبِ کبریا تُم ہو
قسم اللہ کی دُنیا و دیں کے پیشوا تُم ہو

شفیع المذنبیں ہو شافعِ روزِ جزا تُم ہو
انیسِ بے کساں ہو مونسِ شاہ و گدا تُم ہو

مرے ماویٰ بھی تم ملجا بھی تم حاجت روا بھی تم
مخاطب تم اثر تم ہو دُعا تم مدعا تُم ہو

تمہارے نقشِ پا سے راہ پائی رہنماؤں نے
جہاں میں کاروانِ زندگی کے رہنما تُم ہو

وہ گنہگار و لاچار ہیں ہم کوئی بخشش کا چارا نہیں ہے

المدد شافعِ روزِ محشر اور کوئی تو اپنا نہیں ہے

آگ کا ایک دریا رواں ہے منزلِ جانِ جاناں سے پہلے

ڈوب کر جاتے تو پار اُترے دوسرا کوئی رستا نہیں ہے

دیکھ کر فکرِ اُمت سے غمگیں روزِ محشر خُدا خود کہے گا

مُصطفےٰ! پونچھ لیجئے یہ آنسو آپ کا غم گوارا نہیں ہے

اپنے کا "دشن" کو کملی میں لے کر موت کے وقت کلمہ پڑھانا

آپ کے رُوبرو جان نکلے اور کوئی تمنا نہیں ہے

پھول میں رنگ و بُو ہے اسی کی شمعِ روشن میں جلوہ ہے اس کا

ذرے ذرے میں نورِ خدا ہے کیسے کہہ دوں کہ دیکھا نہیں ہے

○

کب سے ہیں اہلِ دل پیشِ در دیکھئے
اس طرف بھی ذرا اِک نظر دیکھئے

کیسے پہنچوں میں شاہِ اُمم آپ تک!
راستے ہیں بڑے پُرخطر دیکھئے

میں کہاں اور کہاں کوچۂ مصطفےٰ!
دیکھئے میرا عزمِ سفر دیکھئے

اُن کی چوکھٹ کہاں اور میرا سر کہاں
یہ بھی اُن کا ہے فیضِ نظر دیکھئے

چاند ٹکڑے ہوا اور سُورج پھرا
معجزے ان کے شام و سحر دیکھئے

کیوں خلا میں کریں جستجو چاند کی
ہے زمیں پر وہ رشکِ قمر دیکھئے

ان کی رحمت سے محروم کیوں ہم رہیں
جب دو عالم ہوئے بہرہ ور دیکھئے

وقتِ آخر ہے مولا چلے آئیے
اُٹھ کے جانے لگے چارہ گر دیکھئے

○

○

بچھے جاتے ہیں مصطفٰے کہتے کہتے
ذرا اپنی اُلفت کے ماروں کو دیکھو
قرارِ دل و جاں تمہاری نظر ہے
اُٹھاؤ نظر خاکساروں کو دیکھو

منزّل مدثر ہیں ان کی ادائیں !!
سراجاً منیرا کی سب ہیں شعاعیں
جمالِ محمد سے روشن جہاں ہے
جہاں کے حسیں ماہ پاروں کو دیکھو

یہ اعزاز ہے شانِ محبوبیت کا
کبھی نام لے کر نہ رب نے پکارا
پکارا تو پیارے لقب سے پکارا
ذرا غور سے تیس پاروں کو دیکھو!

خُدا کے یہ راز و نیازِ محبت
محمدؐ سے یہ ناز و اندازِ اُلفت
الٓمٓ اور طٰہٰ و یٰسین!
کلامِ خدا کے اشاروں کو دیکھو

ہے معراج کی راہ کیسی سجائی
حسیں کہکشاں دے رہی ہے گواہی
انہیں کے تو نقشِ کفِ پا ہیں روشن
اُٹھا کر نظر چاند تاروں کو دیکھو

ہے اسلام کا باغ کا وشِ معطر
ہوئے اس پہ قربان شبیرؓ و شبرؓ
نہائے ہوئے خون میں ہیں گُلِ تر!
ذرا کربلا کی بہاروں کو دیکھو!

○

(۱)

آپ کے جو غلام ہوتے ہیں — دو جہاں کے اِمام ہوتے ہیں
جب وہ محوِ خرام ہوتے ہیں — آسماں زیرِ گام ہوتے ہیں
اُن کے لب بوسہ گاہِ کوثر ہیں — جو ترے تشنہ کام ہوتے ہیں
ان کی نظروں سے پینے والوں کو — خالی کب دِل کے جام ہوتے ہیں
لامکاں کے ہزار پردوں میں — رب سے وہ ہمکلام ہوتے ہیں
آتے ہیں بار بار کیوں جبریل — کیا سلام و پیام ہوتے ہیں
جس جگہ ذِکرِ خیر ہو اُن کا — وہیں خیر الانام ہوتے ہیں

کیوں رہے دور "کاوش" عاصی
در پہ سب خاص و عام ہوتے ہیں

(۰)

○

انوار کا منارِ درخشاں ہیں مُصطفےٰ!
حقا کہ عکسِ جلوۂ یزداں ہیں مُصطفےٰ!

شاہد رہے ہیں جن کے، رسولانِ ماسلف
وہ تاجدارِ فخرِ رسولاں ہیں مُصطفےٰ!

انوارِ مُصطفےٰ سے ہے روشن رہِ حیات
بزمِ جہاں میں شمعِ فروزاں ہیں مُصطفےٰ!

مانگے بغیر ساغرِ عرفاں عطا ہوئے
رندوں کے حق میں رحمتِ یزداں ہیں مُصطفےٰ!

الفاظ آیتیں ہیں، تو فقرے ہیں سورتیں!
گویا کہ بولتا ہوا قرآں ہیں مُصطفےٰ!

بندوں کو حق شناس کیا ہے حضورؐ نے
مومن کا دین و مذہب و ایماں ہیں مُصطفےٰ!

اللہ کے حبیب سراپا نیاز ہیں
ہے رب کو جن پہ ناز، وہ انساں ہیں مُصطفےٰ!

کاوشؔ کو ناز شافعِ محشر پہ کیوں نہ ہو
مرضیِ حق ہیں رحمتِ یزداں ہیں مُصطفےٰ!

اس کی قدرت کا زمانہ پہ اثر دیکھ لیا
مُصطفیٰ نے جسے بس ایک نظر دیکھ لیا

وہ بشر ہے تو بشر کی یہ نظر تو دیکھو
جس نے بے پردہ وہ خلّاقِ بشر دیکھ لیا

بارشیں ہو گئیں رحمت کی گنہگاروں پر
رب نے محبوب کا جب دیدۂ تر دیکھ لیا

ان کے ہونٹوں سے تبسم کی کرن جب پھُوٹی
کاکلِ شب نے وہیں نورِ سحر دیکھ لیا

ہر ادا اُن کی بنی باعثِ فضلِ ربی
ہم نے اللہ کا یہ حُسنِ نظر دیکھ لیا

حُسنِ سیرت ہے ترا یا ترا حُسنِ صُورت
ہم نے قرآن کو تا حدِ نظر دیکھ لیا

نعمتِ حق کا زمانہ میں ہے قاسم تو ہی
سارا عالم ہے ترا دستِ نگر دیکھ لیا

خاکِ طیبہ تری تقدیس کا قرآں ہے گواہ
ذرے ذرے پہ محمّد کا اثر دیکھ لیا

چاند اُنگلی کے اشارے سے ہوا تھا دو نیم
واہ وا معجزۂ شقِ قمر دیکھ لیا

پھر گیا قبلہ کو نین نظر اُٹھتے ہی
ان کی پاکیزہ نگاہوں کا اثر دیکھ لیا

آپ کے جامۂ اطہر پہ ہوئی آگ حرام
جسدِ نور سے نسبت کا اثر دیکھ لیا

آڑ کے واسطے ہیں پیڑ بھی چل کر آئے
ابر نے سجدہ کیا دھوپ میں گر دیکھ لیا

اس کی نظروں نے پہاڑوں کو بنایا سونا
راہبو! تُم نے مرا کیمیا گر دیکھ لیا

جانور سجدہ کریں بُت گریں اشجار جھکیں
آپ کے قدموں کی عظمت کا اثر دیکھ لیا

اے حلیمہ ترے ناقہ کے قدم تیز ہوئے　　قدمِ پاکِ محمدؐ کا اثر دیکھ لیا

اپنی اُمت پہ نچھاور کیے دِل کے ٹکڑے　　دُنیا والو! یہ ہے احمد کا جگر دیکھ لیا!

آنسو فرقت میں بہاتا تھا ستونِ چوبی　　آپ کی قربت و اُلفت کا اثر دیکھ لیا

پُلصراط ابروئے احمد پہ فدا ہے کاوش
وہ ہوا پار جسے ایک نظر دیکھ لیا!

جب درِ اقدس پہ کوئی شرمسار آہی گیا
اپنے بندے پر مرے مولا کو پیار آہی گیا

ساقیٔ کوثر کے در سے بے پیئے جاتا نہیں
جب کوئی رحمت کدے میں بادہ خوار آہی گیا

اب نوازیں یا اسے ٹھکرائیں مرضی آپ کی
آپ کے در پر حضور اِک نابکار آہی گیا

کِھل اُٹھا جب ذہن میں طیبہ کی یادوں کا چمن
"میں یہ سمجھا جیسے وہ جانِ بہار آہی گیا

عاشقوں نے اپنی آنکھوں سے لگایا چُوم کر
چلتے چلتے راہِ طیبہ میں جو خار آہی گیا

خاکِ پائے مصطفےٰ غازہ بنی افلاک کا
کہکشاں و ماہ و انجم پر نکھار آہی گیا

آستانِ یار کی ادنیٰ کشش تو دیکھئے
ٹھوکریں کھا کھا کے کاوشؔ دلفگار آہی گیا

ہرا سر ہے درِ اقدس ہے اور روضے کی تنویریں
الٰہی میں بھی دیکھوں، ان حسیں خوابوں کی تعبیریں

مرے دل میں بسی ہیں آرزوئیں سیرِ بطحےٰ کی
مری آنکھوں میں پھرتی ہیں حسیں طیبہ کی تصویریں

مرے سرکار دریائے کرم ہیں بحرِ رحمت ہیں
گنہگارو! چلو، ہاں بخشوا لو اپنی تقصیریں

جو وہ چاہیں تو چھٹ سکتے ہیں بادل رنج و حرماں کے
جو وہ چاہیں تو کٹ سکتی ہیں میرے غم کی زنجیریں

کہا نورٌ علیٰ نورٍ آپ کو قرآں میں حق نے
عیاں ہیں چاند سورج میں رُخِ روشن کی تنویریں

محمد مصطفےٰ کی ذات قرآن مجسّم ہے
ہیں صدیق و عمر عثمان و حیدر جس کی تفسیریں

یہودی اور نصاریٰ مل کے جھپٹے ہیں مسلماں پر
خدا کا قہر ثابت ہوں مسلمانوں کی شمشیریں

دُعا، کاوشؔ کی ہے یارب دہر، بحق رحمتِ عالم
کہ گونجیں صحنِ عالم میں مسلمانوں کی تکبیریں!

گر شعاعِ نبی نہیں ہوتی
بزم میں روشنی نہیں ہوتی

نورِ احمد کا عکس ہے ورنہ
حُسن میں دلکشی نہیں ہوتی

ماہِ طیبہ نہ جگمگاتا اگر
چاند میں چاندنی نہیں ہوتی

گر نہ آتی نسیمِ طیبہ سے
باغ میں تازگی نہیں ہوتی

عبدیت کا مقام سمجھایا
ورنہ یہ عاجزی نہیں ہوتی

نُور بن کر نہ آتے آپ اگر
دور، تیرہ شبی نہیں ہوتی

حُسنِ اخلاق آپ سے پھیلا
ورنہ شائستگی نہیں ہوتی

عشقِ احمد نہ ہو جو نغمہ طراز
رُوح میں تازگی نہیں ہوتی

پیرویِ نبی نہ ہو جب تک
بندگی بندگی نہیں ہوتی

رب کہے جس کو خود حبیب اپنا
اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی

عشقِ احمد بغیر اے کاوشؔ
زندگی، زندگی نہیں ہوتی!

(۱)

قافلے سارے مدینے کو چلے جاتے ہیں
ہم رہِ عشق میں صدمات سہے جاتے ہیں

ہم کو بھی روضۂ اقدس پہ بلا لو شاہا
ہم شبِ ہجر میں جل جل کے بجھے جاتے ہیں

کہکشاں نے تری راہوں کو سجا رکھا ہے
چاند تارے ترے قدموں میں بچھے جاتے ہیں

تیرے گیسو پہ ہیں قربان گھٹائیں کالی
دیکھ کر تجھ کو مہ و مہر چھُپے جاتے ہیں

تیرے ہونٹوں کے تبسم پہ نچھاور مہِ نو
رُخ پہ قرباں گُل و گلزار ہوئے جاتے ہیں

جن کے اوصاف کی کھاتا ہے قسم ربِّ جلیل
اُن کی تعریف سے اغیار جلے جاتے ہیں

اُن کی منزل کی تجلّی کا بیاں کون کرے
جن کی رہ میں پرِ جبریل جلے جاتے ہیں

اُن کی ٹھوکر میں ہے کونین کی دولت کاوش
نور کی بھیک سب اِس در سے لیے جاتے ہیں

کعبہ کو آنکھوں میں سما لے
گنبدِ خضرا دل میں بسا لے

اُن کی شان اللہ اکبر
کوثر والے رحمت والے

رشکِ گُلِ تر اُن کا چہرہ
ابرِ بہاراں گیسو کالے

جسمِ معطر کی خوشبو سے
مہکے ہیں گُل بوٹے لالے

اُن کی نظر اِک نُور کا دریا
رُوح کو دھوئے دِل کو اُجالے

گورا گورا مکھڑا اُن کا
قلب و نظر میں کوئی سما لے

میٹھے بول اس غنچہ دہن کے
گلشن گلشن مہکنے والے

دستِ کرم میں رحمتِ حق ہے
جِس جِس کو چاہے بخشالے

ربّ طالب ہے تیری رضا کا
تجھ کو غم کیا گیسوؤں والے

آپ کا دِل میخانۂ عرفاں
آنکھیں ہیں کوثر کو سنبھالے

آپ کی روشن پیشانی سے
پُھوٹ رہے ہیں لاکھ اُجالے

آپ کی آنکھیں روشن روشن
جیسے دو کوثر کے پیالے

آپ ہنسیں گر اندھیاروں میں
ہونٹوں سے پھوٹیں اُجیالے

ہائے تعصب نسل و وطن کا
وحدتِ حق پہ ڈاکہ ڈالے

جائیں کہاں غربت کے مارے
طیبہ نگر میں ہم کو بسا لے

تاجِ شفاعت کے صدقہ میں
کاوش عاصی کو بخشا لے

راہوں میں تیرگی سہی، نور الہدیٰ تو ہے
شامِ الم کا غم نہیں، بدر الدجیٰ تو ہے

ہر ذرّے میں جہان کے ہے مصطفےٰ کا نور
اوصاف میں حضورؐ کے شمس الضحیٰ تو ہے

مانا کہ شر کا دورِ شرارت کا زور ہے
سر پہ ہمارے سایۂ خیر الوریٰ تو ہے

سردارِ انبیاء ہیں شہِ دوجہاں ہیں آپ
یٰسین کا حضور کو تمغا مِلا تو ہے

تم چودھویں کا چاند ہو قرآن کی قسم
تم کو خدا نے پیار سے طٰہٰ کہا تو ہے

آلودۂ گناہ و بداعمال ہی سہی!
کاوش کو فخرِ مدحتِ خیر الوریٰ تو ہے

○

درِ پاکِ حبیبِ کبریا پر اپنا دم نکلے
تمنا آج اتنی لے کے اپنے دل میں ہم نکلے

جو سب کے بعد آئے ہیں محمدؐ مصطفیٰ بن کر
وہی تو باعثِ خلّاقیِؐ لوح و قلم نکلے

ہمارے ہیں جو آقا ہیں وہی تو شافعِ محشر
جو دُنیا میں سہارا تھے وہ مختارِ ارم نکلے

وہ اہل اللہ جو ٹھکرا گئے دُنیا کی دولت کو
قیامت میں وہی تو صاحبِ جاہ و حشم نکلے

جو خیبر سر نہ ہوتا تھا، وہ قدموں میں گرا آگر
جنابِ حیدرِ کرار جب لے کر علم نکلے

جو ہم داخل ہوئے شامِ غلامیِ محمدؐ میں!
تو کاوش جسقدر تھے گیسوئے قسمت میں خم نکلے

○

○

تشنہ دہنوں کو کوثر کا جام آگیا
جب لبوں پر محمّد کا نام آگیا

سب بھلے ہی بھلوں کے طرفدار تھے
ہم بُروں کی تو مشکل میں کام آگیا

حشر کی ہر مصیبت ہے آساں اسے
پی کے جو تیری اُلفت کا جام آگیا

خود خُدا کی محبت نوازی یہ ہے
گہ سلام آگیا گہ پیام آگیا

جس کے رہوار کا ہے غبار آسماں
بن کے انساں وہ عالی مقام آگیا

نازِ شانِ کلیمی بجا ہے مگر!
روبرو تیرے حُسنِ تمام آگیا

مستِ توحید دونوں جہاں ہوگئے
دور میں جب رسالت کا جام آگیا

کاوشِ اعجاز یہ نعت خوانی کا ہے
بے نواؤں کو طرزِ کلام آگیا

○

وہی حاجت روا ہیں اور وہی مشکل کُشا ہوں گے
سرِ محشر شفاعت کو مری خود مصطفےٰ ہوں گے

مجھے پہچان ہی لیں گے مرے سرکار محشر میں
وہ صُورت آشنا ہوں یا نہ ہوں غم آشنا ہوں گے

تجھے تابِ نظارہ کس طرح ہو گی دلِ ناداں
وہ ہوں گے جلوہ گر تو ہوش کب اپنے بجا ہوں گے

خدا کب ڈوبنے دیں گے اسے غم کے سمندر میں
کہ جس کی کشتیِ دل کے مُحمّد ناخُدا ہوں گے

اب اُن کا غم ہی تسکینِ دل و جاں ہوتا جاتا ہے
جو دردِ دل کا باعث ہیں وہی دِل کی دوا ہوں گے

ہمیں کیا خوف کاوشِ روزِ محشر کی صعُوبت کا!
کہ ہم تو عشقِ محبوبِ خُدا میں مبتلا ہوں گے

○

○

مجھے ساقیا ایسا ساغر پلادے ۔۔۔ نظر کو جو چمکا تے دِل کو ضیا دے
تری کیمیا گر نظر کا کرشمہ ۔۔۔ فقیروں کو پل بھر میں داتا بنا دے
تری دید ہی دردِ دل کی دوا ہے ۔۔۔ ترا وصل بیمارِ غم کو شفا دے
تری ہر نظر فخرِ تسنیم و کوثر ۔۔۔ جو اُٹھ جائے پیاسوں کو ساقی بنادے
یہ ادنیٰ سا اعجاز ہے مُصطفےٰ کا ۔۔۔ مریضوں کو دم میں مسیحا بنا دے
نظر وہ نظر ہے جو دیکھے مدینہ ۔۔۔ ہے دِل وہ جسے عشقِ احمد خُدا دے
مرے بے خبر دل! تڑپنے سے حاصل؟ ۔۔۔ مدینے کی گلیوں میں جا کر صدا دے
نسیمِ سحر تجھ کو معلوم ہوگا؟ ۔۔۔ مجھے کوئی طیبہ کا رستہ بتا دے
کوئی پیارا غنچہ چٹک کر مجھے بھی ۔۔۔ مرے رشکِ گلشن کا مژدہ سنادے
ذرا بُلبلِ باغِ طیبہ چہک کر ۔۔۔ کوئی شانِ احمد کا نغمہ سُنا دے
تہجد کی جاگی نگاہوں کا صدقہ ۔۔۔ مرے بختِ خفتہ کو آکر جگا دے
تعصب کی تاریکیاں بڑھ رہی ہیں! ۔۔۔ کوئی شمعِ اخلاقِ احمد جلا دے
حبیبِ خُدا کا وہ، اخلاقِ حَسنہ ۔۔۔ کہ جو اپنے دشمن کو خود ہی دُعا دے
مری موت آسان ہو جائے کاش ۔۔۔ کوئی نزع میں نعتِ احمد سُنا دے

ہر ذرّے میں جہان کے ہے مُصطفےٰ کا نور
شمسُ الضّحیٰ کا نُورِ ضیا بار دیکھنا!

لوگوں نے ان کو صرف نبی ہی سمجھ لیا!
محبُوبِ کبریا بھی ہیں سرکار دیکھنا!

محبوبیت کی شان نبوّت سے ہے فزوں
ناز و نیازِ عشق کے اسرار دیکھنا!

مُجھ کو ستاؤ شوق سے لیکن سِتم گرو
محبُوبِ حق ہیں میرے طرفدار، دیکھنا!

کاوش پہ بھی حضورُ محبت بھری نظر
جکڑے ہوئے ہیں زیست کے آزار دیکھنا

○

رنج و محن میں ہوں میں گرفتار دیکھنا
میری طرف بھی احمدِ مختار دیکھنا

پھر ساری عمر غم کی شکایت نہ میں کروں
اِک بار ہنس کے اے مرے غمخوار دیکھنا

رشکِ مسیح ایک اِدھر بھی نگاہِ لطف
دم توڑ دے نہ ہجر کا بیمار دیکھنا

کچھ بھی ہمارے پاس نہیں دل شکستہ ہیں
ہم پھر بھی آپ ہی کے ہیں خریدار دیکھنا

جو اختیار چاہیں جسے بخش دیں حضور
محبوبِ حق ہیں احمدِ مختار دیکھنا

جو خوش نصیب سو گیا قدموں میں آپ کے
محشر میں اس کا طالعِ بیدار دیکھنا

○

مُصطفےٰ محمد ہیں، مجتبیٰ محمد ہیں ... یعنی حُسنِ قدرت کی انتہا محمد ہیں

زندگی کا گوہر ہیں، روح کا وہ جوہر ہیں ... جو نہ ہو فنا ہرگز، وہ بقا محمد ہیں

دن کو روشنی جن سے، شب کو چاندنی جن سے ... زلیست ہے حسیں جن سے وہ ضیا محمد ہیں

لُطفِ زندگی برسے، ذوقِ بندگی چھلکے ... حُسنِ احدیت جھلکے، وہ فضا محمد ہیں

فخرِ کبریا بھی ہیں، رشکِ انبیاء بھی ہیں ... جن پہ ناز ہے سب کو، دلربا محمد ہیں

اب تو مجھ سے کترا کے خود گذر رہیں طوفاں ... میری کشتیِ دل کے ناخُدا محمد ہیں

فخرِ عیسیٰؑ نام ان کا، درد مندی کام اُن کا ... بے کسی کے ماروں کا آسرا محمد ہیں

کاروانِ طیبہ سے بھاگتا ہے خود شیطاں ... جس لیئے کہ اے ہمدم، رہنما محمد ہیں

نُورِ ذاتِ احمد کی، لائے تھے نوید عیسیٰؑ ... حضرتِ خلیل اللہؑ کی دعا محمد ہیں

کیوں نہ شرطِ ایماں ہو شرم و غیرت اے ہمدم ... باحیا محمد ہیں باحیا محمد ہیں

جستجو کا محور ہیں، آرزو کا مرکز ہیں
نیّر دعا سے کہ دو عشق کا مدعا محمد ہیں

پریت ڈگر

پریت ڈگر ہے سنبھل کے
واسی پریت ڈگر ہے سنبھل کے

پگ پگ پاؤں پکڑیں کانٹے
پگ پگ پھیلے گھور اندھیرے
دُور نہیں ہے طیبہ نگری
من کی گگری نہ چھلکے

پریت ڈگر ہے سنبھل کے
واسی پریت ڈگر ہے سنبھل کے

گھور اندھیرے رستہ روکیں
آشاؤں کے دیپک بھڑکیں
جھانک گگن کی اوٹ میں بڑھ کر
رُوپ ترے گھنشیام کا جھلکے

پریت ڈگر ہے سنبھل کے
واسی پریت ڈگر ہے سنبھل کے

دیکھ رہا ہے تیرا گوپی!
اس پر مست پون ہے پاپی!
لاج ہے تیرا گہنا پگلی!
سر سے آنچل دیکھ نہ ڈھلکے

"پریت ڈگر" ہے سنبھل کے
واسی پریت ڈگر ہے سنبھل کے

○

برہا کی آگ

کملی والے موری کھبریا جلدی لیجو آتے
داسی دور رہے سوامی سے لاج موہے یہ کھاتے
کملی والے موری کھبریا جلدی لیجو آتے

پر پھیلاتے مورا ناچے، کوئل کوک لگائے
سوامی میرا پیا ربھرا من بیکل ہو ہو جائے
کملی والے موری کھبریا جلدی لیجو آتے

سب سکھیوں کے بھاگ کھلے ہیں، جھولا جھولیں آج
اس برہا کی ماری پر بھی ایک نظر مہاراج
کملی والے، موری کھبریا جلدی لیجو آتے

من کی سونی سونی اٹریا مارے موہے کٹار
پاس آؤ یا ہم کو بلاؤ ساجن طیبہ دوار
کملی والے، موری کھبریا جلدی لیجو آتے

یاد سجن کی بھیتر بھیتر مورا اگر جوا کھائے
میں برہا کی آگ، میں جھلسوں کیسا ہے انیائے

کملی والے موری کھبریا جلدی لیجو آئے

داسی دور رہے سوامی سے لاج موہے آئے

کملی والے، موری کھبریا جلدی لیجو آئے

ایک نجر کا درشن دکھیا پر ہو جائے سرکار
سپنے ہی میں درسن دکھا دو، جاؤں میں بلہار

کملی والے موری کھبریا جلدی لیجو آئے

داسی دور رہے سوامی سے لاج موہے یہ آئے

کملی والے موری کھبریا جلدی لیجو آئے

○

جستجوئے مدینہ

دِل میں ہو آرزو مدینے کی!
گل وہ جس میں ہو بُو مدینے کی

جس کو باغ بہشت کہتے ہیں
شکل ہے ہو بہو مدینے کی

سبز گنبد کا عکس پتّوں میں
پھول میں رنگ و بو مدینے کی

مدح قرآن کی زباں پر ہے
مرحبا آبرو مدینے کی

دِل میں انوارِ احمدِ مرسل
شکل ہے شُو بجُو مدینے کی

مرحبا! شوقِ جلوۂ طیبہ
اے خوشا! آرزو مدینے کی

بہارِ طیبہ

گلوں کا رنگ، چمن کا نکھار ہے طیبہ
بہارِ حُسن ہے، حُسنِ بہار ہے طیبہ

ورِ قلب ہے جانِ قرار ہے طیبہ
سرورِ قلب ہے
خدا کے فضل کا آئینہ دار ہے طیبہ

س ارضِ پاک کی قرآن کھا رہا ہے قسم!
حبیبِ ربِ عُلیٰ کا دیار ہے طیبہ

نے ہیں زینتِ طیبہ یہ تخت پھولوں کا
بہارِ رحمتِ پروردگار ہے طیبہ

ہر ایک دل نظر آتا ہے غنچۂ نورس
سبھی کے واسطے تازہ بہار ہے طیبہ

ئے الست سے کُل اہلِ بیت ہیں سرشار
صحابہ مست ہیں وہ نشّہ بار ہے طیبہ

خدا کرے کہ شگفتہ رہے سدا گلشن
مرے حبیب کا رنگیں دیار ہے طیبہ

نگارِ مدینہ

مِرا دِل ہو آئینہ دارِ مدینہ!
مِری جاں ہو یارب! نثارِ مدینہ

بنے تاجدارِ زمین و زماں وہ!
ہوتے جو گداتے دیارِ مدینہ

ہوتے واقفِ منزلِ نور و عرفاں
جنہیں مِل گئی رہگذارِ مدینہ

مِرے مصطفٰےؐ کے ہے قدموں کی برکت
کہ "یثرب" بنا۔ لالہ زارِ مدینہ

ہمارے بھی دل کی کلی مُسکرائے
کبھی اے نسیمِ بہارِ مدینہ

اِدھر بھی ہیں کچھ کشتگانِ محبت
اِدھر بھی ہو رُخ اے نگارِ مدینہ

عطا اتنی کاوش کو طیبہ کی مے ہو
ابد تک نہ اُترے خمارِ مدینہ

کوئے طیبہ

افضل ہے خاکِ طیبہ رفعت میں آسماں سے
بہتر ہے کوئے طیبہ جنّت کے گلستاں سے

فضلِ خدا کا در ہے دروازۂ محمد !
جو کچھ بھی جس نے پایا، پایا اس آستاں سے

ہم تک بھی کاش پہنچے خوشبو ترے چمن کی
جا کے صبا یہ کہنا طیبہ کے باغباں سے

ہر ذرّہ مدینہ رشکِ قمر ہے ہمدم
کوچہ مرے نبی کا اعلیٰ ہے کہکشاں سے

کونین کی بہاریں قربان ہیں یہیں پر !
محبوب ہے مدینہ کاوشؔ کو دو جہاں سے

بزمِ طیبہ

میرے غمگین دل کی یہ ہے التجا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

رنج و غم ہیں ہزاروں اکیلا ہوں میں
دور طیبہ سے کرتا ہوں آہ و بکا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

کاش حاصل ہوں مجھ کو بھی وہ رونقیں
بزمِ طیبہ ہو اور میں ہوں نغمہ سرا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا!

مانتا ہوں سراپا گنہگار ہوں
ایک تیری ہی رحمت کا ہے آسرا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

پئے صدیق و فاروق و عثمان، علی
مجھ کو بھی ہو شرابِ طہور اب عطا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

جام عرفاں کا مجھ کو پلا ساقیا
صدقہ حسنین کا بھر دے ساغر مرا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

اپنے کاوش پہ بھی ہو نگاہِ کرم
آپ ہی کا تو ہے وہ برا یا بھلا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

میرے غمگین دل کی یہ ہے التجا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

رحمتِ عالم محمّد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

جب بہاروں میں نکھرتا ہے گلابوں کا شباب
جب اُبلتی ہے ہر اک غنچے کی بوتل سے شراب
جب اُلٹ دیتی ہے فطرت اپنے رُخ سے خود نقاب
ساقیِ کوثر، حبیبِ کبریا آتے ہیں یاد!
رحمتِ عالم محمّد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

جب پلٹتی ہو صبا، خود مصحفِ گُل کے ورق
قمریاں پڑھتی ہوں جس دم قدرتِ حق کا سبق
منکشف ہوں قلب پر جب اس طرح اسرارِ حق
صاحبِ قرآن نطقِ کبریا آتے ہیں یاد!
رحمتِ عالم محمّد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

ٹوٹتا ہے جب فلک پر رات کو کوئی شہاب
پھوٹتا ہے جب ہوا کے تیز جھونکے سے حباب
یک بہ یک جب زیست کا خاموش ہوتا ہے رباب
صاحبِ لولاک، شاہِ دوسرا آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم محمّد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

غم کے صحرا میں بھٹکتے ہیں جو دِل کے قافلے
خارِ رہ سے پھُوٹتے ہیں پاؤں کے جب آبلے
ٹوٹ جاتے ہیں زمانے کی وفا کے سلسلے

غم نصیبوں کو انیسِ باوفا آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم ، محمّد مصطفےٰ آتے ہیں یاد

جب سرِ منزل بھٹک جاتے ہیں خُود ہی راہبر
اور جب آنکھیں دکھاتے ہیں سیاست کے بھنْور
جب تنفر کے تھپیڑے کھاتے ہیں قلب و نظر

کشتیِ اُمّت کے اس دم ناخُدا آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم ، محُمّد مصطفےٰ آتے ہیں یاد

بجلیوں کے شہر کی راتیں ہیں یا روزِ سیہ !
ہر قدم پر روشنی سے خیرہ ہوتی ہے نِگہ
روشنی جب روشنی کا روکتی ہے راستہ

تب ہمیں نُورالہدیٰ ، بدرالدجیٰ آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم ، محُمّد مُصطفےٰ آتے ہیں یاد

اِک نظر سے موج کو ساحل بنا دیتے ہیں آپ
قلبِ تیرہ کو مہِ کامل بنا دیتے ہیں آپ

!

جس کو چاہیں جس طرح قابل بنا دیتے ہیں آپ

آپ جو ہیں کاملوں کے رہنما، آتے ہیں یاد

رحمتِ عالم ، محمد مصطفےٰ آتے ہیں یاد

خوشبوؤں کے شہرِ طیبہ کی بڑی ہے آرزو

آرزوؤں کے اسی گلزار کی ہے جستجو !!

جنت الفردوس ہے کاوشؔ مدینہ ہو بہو

گلشنِ توحید کے گلگوں قبا آتے ہیں یاد!

رحمتِ عالم ، محمد مصطفےٰ آتے ہیں یاد

○

مناقب

فہرس

رضائے مصطفےٰ

ہیں سب کے پیشوا — صدیقِ اکبرؓ
رئیس الاتقیا — صدیق اکبرؓ

رضائے حق، رضائے مُصطفےٰ ہے
رضائے مُصطفےٰ، صدیقِ اکبرؓ

خُدا کا آئینہ تو مُصطفےٰ ہیں
اور عکسِ مُصطفےٰ، صدیقِ اکبرؓ

خُدا کے بعد درجہ مُصطفےٰ کا
ہے بعد مُصطفےٰ — صدیقِ اکبرؓ

کہا "صاحب" کسے قرآں میں رب نے
یہ رُتبہ آپ کا صدیقِ اکبرؓ

لقب دربارِ ختم المرسلیں سے
عطا تم کو ہوا "صدیقِ اکبرؓ"

امام اُن کو بنایا خود نبیؐ نے
امیرِ باصفا — صدیقِ اکبرؓ

کیا قربان سارا مال دیں پر
فدائے مُصطفےٰ! صدیقِ اکبرؓ

جو خود پہلے پہل ایمان لائے
وہ ہیں اہلِ رضا، صدیقِ اکبرؓ

رہا مانندِ سایہ ساتھ ہردم
نبیؐ کا سایہ تھا صدیقِ اکبرؓ

یہی تو یارِ غارِ مُصطفےٰ ہیں
رفیقِ باصفا، صدیقِ اکبرؓ

رفاقت، وہ کہ حاضر ہیں ابد تک
قریبِ مُصطفےٰ، صدیقِ اکبرؓ

سہارا سب کی بخشش کا بنے گا
یہ گریہ آپ کا، صدیقِ اکبرؓ

سنو فریاد کاوشؔ بے نوا کی
نبیؐ کے ہمنوا، صدیقِ اکبرؓ

دُعائے مُصطفٰےؐ

"دُعائے مصطفٰےؐ" — فاروقِ اعظمؓ
"عطائے کبریا" — فاروقِ اعظمؓ

رضائے کبریا، تو مُصطفٰےؐ ہیں
رضائے مُصطفٰےؐ، فاروقِ اعظمؓ

خُدا سے مُصطفٰےؐ نے ان کو مانگا
نبی کا مدعا فاروقِ اعظمؓ

جو ہیں خوشبوگُلِ وحدت کی احمدؐ
تو ہیں بادِ صفا، فاروقِ اعظمؓ

یہ جُراَت آپ کی صحنِ حرم میں
اذاں دی برملا، فاروقِ اعظمؓ

کیا ہے کفر و دیں میں فرق ایسا
لقب اُن کو ملا، فاروقِ اعظمؓ

ہے اُن کے نام سے شیطاں کو لرزہ
جلالِ کبریا، فاروقِ اعظمؓ

شریعت پر کیا بیٹے کو قرباں
عدالت پر فدا اے فاروقِ اعظمؓ

سیاست میں نفاست وہ کہ دشمن
پکارے مرحبا! اے فاروقِ اعظمؓ

"اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ" حق نے
ترے حق میں کہا اے فاروقِ اعظمؓ

مسلمانوں پہ مایوسی ہے طاری
یہ ہے وقتِ دعا اے فاروقِ اعظمؓ

یہودی اور نصاریٰ مل چکے ہیں
ہمیں کرنے فنا اے فاروقِ اعظمؓ

کوئی ساغر مئے عشقِ نبی کا
ہو کاوش کو عطا فاروقِ اعظمؓ

○

غازۂ قرآن

جامع القرآن، ـــــ ذوالنورین ہیں
پیکرِ ایمان، ـــــ ذوالنورین ہیں

حُسن کے عارف ـــ محمد مصطفٰے
عشق کی پہچان ـــ ذوالنورین ہیں

یاد آئے دیکھ کر جن کو خدا
وہ خُدا کی شان ـــــ ذوالنورین ہیں

راز دارِ نورِ عینِ مصطفٰے
حضرتِ عثمان ـــــ ذوالنورین ہیں

سر پہ ہے تاجِ خلافت، جلوہ گر
کس قدر ذیشان، ـــ ذوالنورین ہیں

جن سے ہے قائم "حیا" کی آبرو
وہ "حیا" کی جان ـــ ذوالنورین ہیں

"بُخل" کو جن سے ہوئی شرمندگی
وہ "سخا" کی شان ـــ ذوالنورین ہیں

جن کے در سے فیض کے دریا بہے
وہ غنی عثمان ـــ ذوالنورین ہیں

جیسے ہوتے ہیں فرشتے پُر حیا
وہ حیا سامان ـــــ ذوالنورین ہیں

خُون اُن کا "غازۂ قرآں" بنا
یُوں ہوئے قربان، ذوالنورین ہیں

شانِ علی

دِل وہ دل جس میں ہو ارمانِ علی
جان وہ جاں ہو جو قُربانِ علی

ہے خُدا کی شان، شانِ مُصطفےٰ
مُصطفےٰ کی شان ہے شانِ علی

آندھیوں میں بھی چراغِ مُصطفےٰ
ہے سلامت زیرِ دامانِ علی

ہے بہارِ بے خزاں آغوش میں
لہلہاتا ہے گلستانِ علی

فخر کرتی ہے "امامت" آپ پر
ہے "ولایت" زیرِ دامانِ علی

خود فدا، فرزند بھی دیں پر فدا
ہے شہادت، دین و ایمانِ علی

"شاعری جزویست از پیغمبری"
ہاں ذرا پڑھئے تو دیوانِ علی

کیا ستائیگی انہیں محشر کی دُھوپ
جن کے سر پر ہوگا دامانِ علی

ہو وہ دربارِ خُدا میں بار یاب
جو گدا بن جائے دربانِ علی

کر گئے سب کچھ علی دیں پر فِدا
کرتے ہیں کیا ہم فدایانِ علی

تھے علی ایثار و کردار و رضا
اور ہم بس مرثیہ خوانِ علی

اے گریباں چاک کاوشؔ کر دُعا
ہاتھ سے چھوٹے نہ دامانِ علی!

زندگی

"صداقت"—— نعرۂ سبطِ پیمبر
"شجاعت"—— طرۂ ابنِ علی ہے
کیا شبیر نے جاں دے کے ثابت
"شہادت"—— زندگی ہی زندگی ہے

سلام

سلام اس پر کہ جو ہے آمنہ کے چاند کا ہالا
سلام اس پر کہ جو ہے فاطمہ کی گود کا پالا

سلام اس پر نبی نے جس کو کاندھے پر بٹھایا تھا
سلام اس پر شقی نے جس پہ خنجر آزمایا تھا

سلام اس پر کہ نانا جس کے ٹھہرے ساقیِ کوثر
سلام اس پر کہ جس کے دُشمنِ جاں خود ہوئے ابتر

سلام اس پر کہ جاں دے کر بچایا جس نے ایماں کو
نِکالا آتشِ نمرود سے مجبور اِنساں کو!

وہ لب جو ساقیِ کوثر نے چُومے تھے محبت سے
انہیں پہ بندِ پانی کر دیا، ظالِم نے نفرت سے

سلام ان پر جنہیں زہرا نے خود جھولا جھلایا تھا
سلام ان پر کہ جن پر شمر نے خنجر چلایا تھا

جنہیں خود صاحب شق القمر — چاند اپنا کہتے تھے
انہیں کے آنکھ کے تارے طمانچے رُخ پہ سہتے تھے

وہ چہرہ چاند سا جو بوسہ گاہِ مُصطفےٰ ٹھہرا
اسی چہرے پہ آ آ کر غبارِ کربلا ٹھہرا

○

کردار کا مینارۂ انوار حُسین
سیرت کا مہکتا ہوا گلزار حُسین
واللہ کہ ہیں صبر و رضا کا پیکر
فطرت کی حسیں فکر کا شہکار حُسین

○

چراغِ وفا

شقی نے قلب پہ چرکے بہت لگاتے تھے
مگر حسین کی تیوری پہ بل نہ آتے تھے

کھلے ہیں اُن کے سبب پھول باغِ ہستی میں
جو زخم دِل پہ شہِ کربلا نے کھاتے تھے

'یزیدیت' کی جفاؤں کی تیز آندھی میں
حسین ہی نے چراغِ وفا جلاتے تھے

کبھی نہ بادِ مخالف بُجھا سکی اُن کو!
جو اپنے خوں سے دیئے شاہ نے جلائے تھے

حسین مشعلِ کردار' لے کے نکلے تھے
'یزیدیت' کے جلو میں بدی کے سائے تھے

حسینؑ منزلِ ایمان و آگہی کا نام
یزیدیت، نے لقب ظلمتوں کے پائے تھے

منارِ نور ہے کردار ابنِ حیدر کا
ضیائے خُلق سے اطراف جگمگاتے تھے

حسینؑ ہی کا تھا یہ ظرف کاوشِ غمگیں!
کہ زیرِ تیغ بھی نغماتِ زیست گاتے تھے

○

آنکھوں میں کوئی اشک نہ آنے پایا
لب تک نہ کبھی حرفِ شکایت آیا
تلوار کے سائے میں کیے ہیں سجدے
اس شان سے شبیرؑ نے سر کٹوایا

○

چاند تارہ

آغوشِ محمدؐ میں زہرا کا دلارا ہے
اِک چاند کے پہلو میں تابندہ ستارا ہے

ہے عرشِ معلیٰ بھی قدموں کے تلے جن کے
کاندھے پہ سوار اُن کے زہرا کا دلارا ہے

"نیکی" ہوا نام اُن کا — "حق" ان کا لقب ٹھہرا
وارث ہیں وہ جنت کے عقبیٰ پہ اجارا ہے

وہ فخرِ شریعت ہیں اُس گھر کے یہ مالک ہیں
اللہ نے جس گھر میں قرآن اُتارا ہے

نذرانۂ جاں دے کر ہے زندہ کیا دیں کو!
اسلام کے گلشن کو خوں دے کے سنوارا ہے

وہ صبر کے پیکر ہیں وہ شُکر کے مظہر ہیں
ہر وقت ظلم و مصیبت کو ہنس ہنس کے گذارا ہے

تُم آبرو ہو دیں کی ناموسِ شریعت ہو
اِسلام کی دُنیا میں جو کچھ ہے تمہارا ہے

غمخوارِ غریباں ہیں میدانِ قیامت میں
اس کاوشِ عاصی کو ان ہی کا سہارا ہے

○

شبّیر سے قائم ہے شریعت کا بھرم
شیرازۂ توحید و رسالت ہے بہم
سجدے میں اگر سر نہ کٹاتے شبّیر
ہر مسجد و منبر پہ سجے ہوتے صنم

○

حُسین اور پانی

منہ سے اِک بار لگا لیتے جو مولا پانی !
دشتِ غُربت میں نہ یوں ٹھوکریں کھاتا پانی !

کون کہتا ہے کہ پانی کو ترستے تھے حسین
ان کے ہونٹوں کو ترستا رہا پیاسا پانی

کربلا والوں کی اِس تشنہ لبی کو سُن کر
کوہ و صحرا میں ٹپکتا ہے سر اپنا پانی

خیمہ پاک میں جانے کی اجازت نہ ملی
پُھوٹ پُھوٹ آج بھی اس غم میں ہے روتا پانی

ظرف یہ حضرتِ عباس کا دیکھے کوئی
نہر قدموں میں تھی، منہ سے نہ لگایا پانی

کوئی خودداری تو یہ تشنہ لبوں کی دیکھے
شیرخواروں نے بھی تو منہ سے نہ مانگا پانی

گرچہ بے درد نے پیاسا ہی کیا ذبح انہیں!
صابروں کی مگر آنکھوں میں نہ آیا، پانی

سلسبیل آلِ محمد کے ہے قدموں پہ نثار
وارثِ ساقیٔ کوثر کا ہے صدقا پانی

تشنہ لب خوگرِ تسلیم و رضا ہیں کاوشؔ
خون کے گھونٹ پئیں گے جو نہ پایا پانی

گھبراتے نہ چکراتے نہ تیوراتے حسین!
جھنجھلاتے نہ جھلاتے نہ چلاتے حسین!
سر دے دیا، غم لے لیا، خاموش رہے
صبر و تسلیم و رضا تھا ایسا تے حسین

کربلا کے رستے میں!

شہید نے جو دیا سر خدا کے رستے میں
وہ سنگِ میل بنا ہے وفا کے رستے میں
حسین جم کے کھڑے ہیں، جفا کے رستے میں
کہ جیسے کوہ گراں ہو ہوا کے رستے میں
ہیں اہلِ صبر و رضا کربلا کے رستے میں
کہ جیسے پھول کھلے ہوں صبا کے رستے میں
جو خاک ہو گئے صدق و صفا کے رستے میں
انہیں حیات ملی ہے قضا کے رستے میں
چراغِ نورِ شہادت ہیں بجھ نہیں سکتے!
ہوا کی زد پہ جلیں گے فنا کے رستے میں
جو اپنے خوں سے شہیدوں نے شمعیں روشن کیں!
جلیں گی یونہی ابد تک، ہوا کے رستے میں

بنیں گے نقشِ قدم، سجدہ گاہِ اہلِ صفا
جو چل سکو تو چلو تُم وفا کے رستے میں

"حسینیّت"، کو جو زندہ کرے، نہیں مرتا
مثالِ کوہِ گراں ہے، ہوا کے رستے میں

سلام اُن پہ قضا کو گلے لگاتے ہوئے
رواں ہیں آج بھی جو کربلا کے رستے میں

کبھی بھی موت کے دھڑکے سے دل نہیں دھڑکا
فنا سے کھیلتے گذرے بقا کے رستے میں

کھیلتے

خراج لینے 'حیاتِ دوام' سے کاوش
کفن بدوش چلیں گے وفا کے رستے میں

○

ناموسِ رسالت کے نگہباں شبیر
توحیدِ خُداوند پہ قرباں شبیر
بیعت کو یزیدیت کی پامال کیا
اللہ کو ہے ناز، وہ انساں شبیر

○

اُمت پہ ہیں اللہ کا انعام حُسینؑ
باطل کے لیے موت کا پیغام حُسینؑ
ہر دورِ یزید سمجھے اپنا انجام
پائندہ ہیں جاں نثارِ اسلام حُسینؑ

○

تقدیس کا وہ نُور تھیں عفت کا سنگھار
عصمت کی امانت تھیں وہ عظمت کا منار
زینب کہ تھیں وارثِ اجلالِ حیدر
قدرت کا تھیں صبر و ضبط میں بھی شہکار

○

زینب کی ہے آواز کہ آوازِ حُسینؑ،
زینب کا ہر انداز ہے اندازِ حُسینؑ
عترت کی نگہباں ہوئیں شبیر کے بعد
ہر حال میں زینب رہیں دمسازِ حُسینؑ

○

غوثُ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

تمہاری محبت ہمارا ہے ایماں
دِل و جاں ہے تُم پہ فِدا غوثُ الاعظمؒ

مداوائے رنج و الم آپ ہی ہیں
مِرے دردِ دِل کی دُعا غوثُ الاعظمؒ

قدم اُس کے منزل نے خود آکے چُومے
بنے جس کے بھی رہنما غوثُ الاعظمؒ

خُدا کی قسم جس کو تُم مِل گئے ہو
خُدا بھی اُسے مِل گیا غوثُ الاعظمؒ

گدا آپ کے میکدے کا ہے کاوشؔ
اسے بھی ہو ساغر عطا غوثُ الاعظمؒ

○

غوثُ الاعظم ، شاہ جیلاں ، سُن لو مری فریاد !
میں دُکھیاری ، پاپن ماری ، سِندھ میں ہوں برباد

ناؤ پُرانی ، دور کنارا ، طوفاں اُمڈا آتے !
ٹوٹے پتواروں سے نیتا کیسے کھیوی جائے
ڈوبی نیتا ترانے والے جلد کرو امداد
غوثُ الاعظم شاہِ جیلاں سُن لو مری فریاد
میں دُکھیاری پاپن ماری سِندھ میں ہوں برباد

پاپی پپیہا پی پی کرکے ، مورا کرجوا کھائے
کوئل کی ہر کوک سے من میں ہوک اُٹھے تڑپائے
سپنے ہی میں درس دکھاؤ ، جیارا ہووے شاد
غوثُ الاعظم ، شاہِ جیلاں سُن لو مری فریاد
میں دُکھیاری پاپن ماری سِندھ میں ہوں برباد

"قُم باذنی" کے نعرے سے مُردے آپ جلائیں
مورا من پاپی مردہ ہے اس کو امر بنائیں!
فخرِ مسیحا کے دلبر ہو، مولا رکھے آباد!
غوثُ الاعظم، شاہِ جیلاں، سُن لو مری فریاد
میں دُکھیاری پاپن ماری، سندھ میں ہوں برباد!

نگری چھوٹی دِل ٹوٹا، کِت اور مسافر جائے!
سنگی ساتھی سب دھتکاریں، کیسا ہے انیائے
جگ داتا اب اپنے نگر میں کرلو ہمیں آباد
غوثُ الاعظم، شاہِ جیلاں سُن لو مری فریاد

سِکّہ تمہارا جاری ہے ہر ایک ولایت بیچ
تیرے در پر اُونچے اُونچے آئے بن کر نیچ!
کاوشِؔ داسی کو بھی داتا بلوا لو بغداد!!
غوثُ الاعظم، شاہِ جیلاں، سُن لو مری فریاد
میں دُکھیاری پاپن ماری سندھ میں ہوں برباد

خواجہ غریب نواز

رہبرِ عابداں، غریب نوازؒ
قائدِ زاہداں، غریب نوازؒ

سر پہ "ہند الولی" کا ہے سہرا
نوشۂ عارفاں، غریب نوازؒ

خواجۂ خواجگاں، "عطائے رسول"
شاہِ ہندوستان غریب نوازؒ

عاشقانِ رسول کا مرکز!
آپ کا آستاں، غریب نوازؒ

نازِ وحدت، نیازِ کثرت ہے
ہر ادا سے عیاں، غریب نوازؒ

خُلقِ احمد کی آپ ہیں خوشبو
مہکا ہے گلستاں، غریب نوازؒ

راہِ عرفاں دکھائیے ہم کو
عارفِ عارفاں، غریب نوازؒ

دردمندِ مریضِ اُلفت ہیں
چارۂ بے کساں، غریب نوازؒ

در پہ آیا ہے کاوشِ غمگیں!
سُنیئے اس کی فغاں، غریب نوازؒ

○

شیخ الشیوخ شہابُ الدّین سہروردی

کعبۂ زاہداں شہاب الدینؒ
قبلۂ عارفاں شہاب الدینؒ
بے قراروں کا ہو قرار تمہیں
راحتِ عاشقاں شہاب الدینؒ
مرہمِ زخمہائے پنہانی!
ہو عطا، مہرباں، شہاب الدینؒ
تیری ٹھوکر میں نخوتِ شاہی
سرورِ سروراں، شہاب الدینؒ
خاکساروں سے خاکساری تھی!
خادمِ خادماں، شہاب الدینؒ
پائے شیطاں میں ڈال دیے زنجیر
نفس کے حکمراں، شہاب الدینؒ
کاوشِ بے نوا یہ فرمائیں!
اِک نظر مہرباں، شہاب الدینؒ

سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی

عبدالوہاب سخی داتا ، میخانہ ترا ہے نورانی
خالی ہے مرے دل کا ساغر ، بھر دیجئے شرابِ عرفانی

یا ربانی یا صمدانی ، شاہِ جیلانی سُبحانی !
دربار ترا ہے لاثانی ، سرکار تری ہے لافانی

تُم غوثُ الاعظم کے پیارے ، زہرا کی آنکھوں کے تارے
محبوبِ خُدا کے دلبر ہو ، تُم شیرِ خُدا کے جانی

تُم شیرِ خدا کے جانی ہو ، تم مُشکلکشا کے ثانی ہو
فرصت ہو اگر تو سُن لیجے رُوداد مری ہے طولانی

روضہ پہ سخی جیلانی کے ، رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں
انوارِ حرم کی بارش ہے ، اور جلووں کی ہے طغیانی !

سرکار سخی نوشاہ بنے، اور سارے ولی ہیں باراتی!
ہم سب جو گدا ہیں اس در کے، لوٹیں گے نچھاور نورانی

ہیں آپ سخی اور ابنِ سخی ہیں آپ غنی اور ابنِ غنی
میں بے زر ہوں میں بے پر ہوں، پر آپ ہیں پیرِ لاثانی

کاوش ہے تمہارے گُن گاتا، دامن نہ رہے خالی داتا
حسنین کے صدقے میں آقا، جوگی کو بنا دیجے گیانی

○

بابا فریدالدین گنج شکرؒ

خُوب سیرت ۔ فرید گنج شکرؒ! نیک طینت ، فرید گنج شکرؒ
ہیں سراپا نیاز کثرت بھی! نازِ وحدت ۔ فرید گنج شکرؒ
آپ کی ہر ادا سے ظاہر ہے شانِ قدرت ۔ فرید گنج شکرؒ
آپ کی ذاتِ خاص پر ہے خاص ربّ کی شفقت فرید گنج شکرؒ
آپ اُن پر نثار ہیں جو ہیں جانِ رحمت ۔ فرید گنج شکرؒ
تیری رفعت کو دیکھ کر دِل ہیں نقشِ حیرت ۔ فرید گنج شکرؒ
زینتِ گلشنِ جہاں تم ہو سرو قامت ۔ فرید گنج شکرؒ
رُوحِ تشنہ کو کیجئے سیراب ابرِ رحمت ۔ فرید گنج شکرؒ
ذہنِ بیمار کو عطا کیجئے! جامِ صحت ۔ فرید گنج شکرؒ
آپ کے دِل میں موجزن دیکھی سب کی اُلفت ۔ فرید گنج شکرؒ
صحن میں آپ کے برستی ہے حق کی رحمت ۔ فرید گنج شکرؒ
تم ہو خورشید اور ہم ذرّے دو حرارت ۔ فرید گنج شکرؒ
تیرے در سے ملی ہے صابر کو یہ قناعت ۔ فرید گنج شکرؒ
اور پائی نظام نے دیں کی حاکمیت ۔ فرید گنج شکرؒ

تم نمک کو شکر بناتے ہو ہے کرامت ۔ فرید گنج شکرؒ
آپ کے دیس پر یہ ٹوٹی ہے کیسی آفت ۔ فرید گنج شکرؒ
قتل گاہوں کی آج زینت ہے ہر شرافت ۔ فرید گنج شکرؒ
درسگاہوں میں رقص کرتی ہے اب جہالت ۔ فرید گنج شکرؒ

قلب کاوشؔ کی تقویت ہو تمہیں!
عالی ہمت ۔ فرید گنج شکر!

○

سرکارِ وارثِ پاک

○

○

حضرت حاجی حافظ سیّد وارث علی شاہ اعظم اللہ ذکرہٗ

نورِ سرِّ نہاں

واقفِ این و آں شہِ وارثؒ

نورِ سرِّ نہاں شہِ وارثؒ

قوّتِ بے کساں جلال ترا!
طاقتِ ناتواں شہِ وارثؒ

جو ترے راستے کی دھول بنے
وہ ہوئے کامراں شہِ وارثؒ

بے سہاروں کے آسرا تم ہو
چارۂ بے کساں شہِ وارثؒ
فقر پر ہی رہا سدا تکیہ!
بے نیازِ جہاں شہِ وارثؒ

دِل کی محفل سجایئے آ کر!
اے حسیں میہماں شہِ وارثؒ

عرس ہم آپ کا مناتے ہیں!
اے عروسِ جناں شہِ وارث

ہے سلامیؔ شکستہ دِل کا وِرد
مُشفق و مہرباں شہِ وارثؒ

عُرسِ وارث

عُرس کی کیسی دُھوم مچی ہے
ڈالی ڈالی جُھوم رہی ہے
مُنہ پھُولوں کا چُوم رہی ہے

سدا رہے یہ بہار
حاجی وارث علی سرکارؒ

خادمؔ، کے گھر میلہ لگا ہے
وارث پیارا دولہا بنا ہے
سر پہ ولایت سہرا سجا ہے

حُور و مَلک ہیں نثار!
حاجی وارث علی سرکارؒ

آپ نبی جی کے ہیں پیارے
مولا علی کے راج دُلارے
زہرا کی آنکھوں کے تارے

اہلِ بیت ہوئے بلہار
حاجی وارث علی سرکار

وارث کے در پر جو آئے
ان کے رنگ میں ہے رنگ جائے
جوگی خود داتا بن جائے

ان کا بڑا دربار!
حاجی وارث علی سرکار

○

چادر شریف

وارثِ پنجتن کی چادر ہے
اِک حسیں گُلبدن کی چادر ہے

کیوں نہ ہو پیلا پیلا رنگ اُس کا
عاشقِ خستہ تن کی چادر ہے

بُلبلانِ حرم چہکتے ہیں
فخرِ گُل پیرہن کی چادر ہے

اس کی چھاؤں میں دونوں عالم ہیں
سایۂ ذوالمنن کی چادر ہے

کملی والے کی جو ادا ٹھہری
یہ اسی بانکپن کی چادر ہے

کیجئے اس پہ تازہ پھول نثار
رشکِ سرو سمن کی چادر ہے

سب جسے رُوحِ کائنات کہیں
یہ اسی جانِ من کی چادر ہے

اہلِ محفل نہ سر پہ کیوں رکھیں
نازشِ انجمن کی چادر ہے

کیوں نہ کاوش لگائے آنکھوں سے
وارثِ پنجتن کی چادر ہے

گاگر شریف

وارثِ اولیاء کی گاگر ہے | قائدِ اصفیا کی گاگر ہے
سر پہ رکھ کر غلام لائے ہیں | شاہِ ہر دوسرا کی گاگر ہے
قُدسیوں نے سجائی ہے سر پر | نُورِ ربّ العلیٰ کی گاگر ہے
کیوں نہ محبوب ہو خلائق کو | یہ حبیبِ خُدا کی گاگر ہے
پیشوا آئے پیشوائی کو | سرورِ اولیاء کی گاگر ہے
جیسے روشن ہو چودھویں کا چاند | ایسی اُس مہ لقا کی گاگر ہے
خُوب پیتے ہیں شربتِ دیدار | ساقیٔ دِلرُبا کی گاگر ہے
دردِ دل کا علاج ہے اس میں | یعنی آبِ شفاء کی گاگر ہے
قتل پیاسے لبِ فرات ہوتے | شاہِ گلگوں قباؑ کی گاگر ہے
پیش ساقیٔ کوثر و تسنیم | تشنگانِ وفا کی گاگر ہے
چشمۂ سلسبیل کا منبع | بحرِ جود و سخا کی گاگر ہے
شیشۂ دل نہ کیوں منوّر ہو | وارثِ حق نما کی گاگر ہے

اس میں آبِ حیات ہے کاوشؔ
شاہِ ملکِ بقا کی گاگر ہے؟

حضرت

شاہ عبداللطیف بھٹائی

رحمۃ اللہ علیہ

نذرِ لطیفؔ

بڑے خلوص و محبت سے یہ وفا کے پھول
'لطیفؔ' فن پہ ترے، ہم نثار کرتے ہیں
تو لیلیِٰ ادب و فن سے پیار کرتا تھا
ہم عاشقانِ سُخن تجھ سے پیار کرتے ہیں

یہ رنگِ فکرِ رسا اور یہ لُطفِ طرزِ سُخن
کسی بھی پردے میں مستور ہو نہیں سکتے
یہ تیری کافیاں، بَیتیں، یہ معرفت کے جام
چراغ وہ ہیں جو بے نُور ہو نہیں سکتے

ہجومِ یاس میں ہنستی ہیں 'کافیاں' تیری
خزاؤں میں بھی مہکتا ہے تیرا باغِ سُخن!
بڑھی ہے جب بھی کبھی تیرگی جہالت کی
ترے ہی شعروں سے پھوٹی ہے علم و فن کی کرن

گلوں کے حُسنِ تبسم کو جس نے سمجھایا
بتایا جس نے ہمیں رازِ گریۂ شبنم !
ہر ایک شعر خلوص و وفا کا آئینہ
"رسالو شاہ جو" — گویا ہے پیار کا سنگم

جلائیں ہم بھی چراغِ وفا بنامِ "لطیف"
سجائیں ہم بھی محبت سے علم و فن کا چمن
بہ بزمِ علم و ادب یونہی جگمگاتے جاتے
بڑھے کچھ اور بڑھے رونقِ نگارِ سخن !

○

مجددِ دوراں

شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ

قبلۂ دین و کعبۂ ایماں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت
راحتِ قلب، رحمتِ یزداں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

دُشمنِ دُشمنانِ دینِ متیں، آپ ہیں یارِ، یارِ غارِ نبی!
صدقِ صدیق ہے زباں پہ رواں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

فخرِ شمشیر ہے قلم ایسا، سر قلم جس سے نجدیت کا ہوا
عدلِ فاروقیت ہے تجھ سے عیاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

حُرمتِ دیں پہ حرف جب آیا، کام آئی تری حمیت ہی
پرتوِ شرم و غیرتِ عثمان، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

پنجہ ابلیس کا مروڑا ہے، تُو نے ناموسِ مُصطفےٰ کی قسم!
جُرأتِ حضرتِ علی کا نشاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

غوث الاعظم، کے عاشقِ صادق، دینِ اسلام کا ستوں ہو تم
اُلفتِ اہلبیت پر قرباں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

قادریت، کی آبرو ہو تم، تم ہو ناموسِ اولیائے کرام
سُنیت، کا ہو نیرِ تاباں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

جب بڑھا ارضِ ہند کی جانب، فتنہ نجدیت کا سیلِ رواں
تھا قلم تیرا سدِّ طوفاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

تیری تاریخ سازہستی، نے زورِ نجدیت کو توڑ دیا
عہدِ حاضر پہ ہے ترا احساں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

بوحنیفہ، کے علم کا جوہر، غوث الاعظم کے فقر کا گوہر
نافعِ دین و دافعِ عصیاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

حنفیت، کے حسین گلشن کو، اپنے تازہ لہو سے سینچا ہے
اہلسنت، ہیں آپ پر نازاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

اجتہادی صلاحیت، تیری دورِ حاضر پہ ہوگئی حاوی
عہدِ نو کے سکون کا ساماں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

جن مسائل میں اختلاف ہوا کیسی خوبی سے اُن کو سُلجھایا
دردِ ملّت کا آپ ہیں درماں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

کُفر و الحاد کے اندھیروں میں ہو ضیائے چراغِ مُصطفوی
دینِ حق کے ہو، نیّرِ تاباں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

کی درود و سلام کی تجدید، جب تغافل پرست بھول گئے
عشقِ احمد کا یہ حسیں عنواں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت!

مُصطفےٰ کا ادب سکھاتے ہیں، راہِ عشقِ نبی دکھاتے ہیں
اُلفتِ اہلِ بیت پر نازاں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

جذبۂ عشقِ مُصطفےٰ کے طفیل، پُل صراطِ ادب سے گُذرے ہیں
[illegible] اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت!

خُوب کھولے دقائقِ قرآں، ترجمہ ہے سلیس اور آساں
رہبرِ راہِ منزلِ عرفاں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

آپ "علمِ حدیث" کے ماہر، آپ کی ذات "فخرِ علمِ رجال"
حافظہ بے مثال و بے پایاں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

اے کہ تو فخرِ بوحنیفہ ہے، ناز ہے تجھ پہ خود فقاہت کو
کون تجھ سا ہے مُفتیِ دوراں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

بارہ جلدوں میں موجزن پایا، وہ فقاہت کا بحرِ بے پایاں
ہے "فتاویٰ رضویہ" عنواں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

ڈاکٹر سر ضیاء الدین جیسے ماہرِ فن نے استفادہ کیا
اے ریاضی کے بحرِ بے پایاں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

آپ فنِ عروض کے ماہر، سب سے مقبول نعت گو شاعر
حُسنِ کامل ہے آپ کا دیواں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

آپ کے ذہن کے شکنجہ میں قید تھے نصف صد علوم و فنون
علم و حکمت ہے آپ پر نازاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

اِک ہزار آپ نے کتب لکھیں جنمیں بکھرے ہیں علم کے گوہر
عقل ہے اہلِ علم کی حیراں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

آپ گنجینۂ حقائق ہیں اور خزینہ بھی ہیں حقائق کا
حکمتِ لازوال و بے پایاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

زہد و تقویٰ و عشق و اُلفت کی آپ کی ذات اِک مرقع تھی
جس کا کوئی نہیں مقابل یاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

درس و تدریس کے فرائض کو آپ نے کمسنی میں اپنایا
ابتدا سے تھا فیضِ علم رواں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

تھے جب علمائے سوگدائے فرنگ اور کچھ تھے اسیرِ زلفِ ہنود
تو نے دو قوم کا کیا اعلاں، اعلیٰحضرت مجددِ ملت

تیرے افکار ہی سے اے ہادی، ہم نے جیتی ہے جنگِ آزادی
تیرا احسان ہے یہ "پاکستان" اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

بے یقینی کو دُور کر دیجئے مئے عشقِ نبیؐ کو بھر دیجئے
ساغرِ دل میں ساقیٔ عرفاں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت

حُرمتِ دامنِ نبی کی قسم، اہلِ سُنّت کا عہد ہے کاوشؔ
اب نہ چھوڑیں گے آپ کا داماں، اعلیٰحضرت مجدّدِ ملّت!

○

مناقب

الحاج شاہ محمد مظہر اللہ قدس اللہ سرہ العزیز

مفتیِ اعظم ہندوستان

آمد آمد

شمعِ بزمِ جہاں کی آمد ہے
رونقِ قلب و جاں کی آمد ہے

فیضِ مسعود ہر سُو جاری ہے
سیلِ نُور رواں کی آمد ہے

جس کی ٹھوکر میں نخوتِ افرنگ
اس شہِ سروراں کی آمد ہے

فکرِ باطل کی سرزنش کے لیے
آج برقِ تپاں کی آمد ہے

بے سہاروں کی چارہ سازی کو
حامیِ ناتواں کی آمد ہے

بے قرارو! نہ اتنا گھبراؤ
راحتِ قلب و جاں کی آمد ہے

پھر طریقت کا باغ مہکے گا
ابرِ گوہر فشاں کی آمد ہے

کیوں نہ مسرور روحِ کاوش ہو
راحتِ دلبراں کی آمد ہے

فقیہِ اعظمؒ

علم کی جان فقیہِ اعظمؒ — شرع کی شان فقیہِ اعظمؒ
فخر کرتے ہیں تری باتوں پر — علم و عرفان فقیہِ اعظمؒ
تیرے فتووں سے ہوئے ہیں تازہ — سب کے ایمان فقیہِ اعظمؒ
مظہرِ نورِ رسالت ٹھہری — آپ کی شان فقیہِ اعظمؒ
تیرا ہر ایک گہر یکتا ہے — علم کی کان فقیہِ اعظمؒ
یاد آتی ہے فقاہت تیری — آج ہر آن فقیہِ اعظمؒ
اس طرف بھی ہو نگاہِ رحمت — ظلِ رحمان فقیہِ اعظمؒ
وصلِ حق کی یہ مقدس تاریخ — چودہ شعبان فقیہِ اعظمؒ

مہرباں مجھ پہ بھی تھے آسے کاوش
دین کی جان فقیہِ اعظمؒ

مُفتیِ اعظم

قوتِ دین و قدرتِ یزداں مظہر اللہ مفتیِ اعظمؒ
رُوحِ اسلام و جوہرِ ایماں، مظہر اللہ مفتیِ اعظمؒ

ہند و پاک اور سارے عالم میں، تیرے جاری ہیں آج بھی فتوے
سب تجھے کہتے ہیں فقیہہِ زماں مظہر اللہ مفتیِ اعظمؒ

آپ کے در پہ جبہ سائی کو، خود ہی آتے تھے کافر و مُشرک
اور دیتے تھے دولتِ ایماں، مظہر اللہ مفتیِ اعظمؒ

آپ کی شخصیت کا کیا کہنا، سیرتِ مُصطفےٰ کا آئینہ
شوکتِ دین و رونقِ ایماں، مظہر اللہ مفتیِ اعظمؒ

"بے نیازی" پہ ناز تھا جائز، فخر تھا فقر پر بجا تُجھ کو
تیری ٹھوکر میں دولتِ دوراں، مظہر اللہ مفتیِ اعظمؒ

دین کا جب ہوا کوئی دُشمن، آپ شمشیرِ حق ہوئے ثابت
"شیخِ احمدؒ" کی جُرأتِ ذیشاں، مظہرُ اللہ مُفتیِ اعظمؒ

آپ ہمدرد تھے یتیموں کے، رانڈ بیواؤں اور غریبوں کے
دردِ ملّت کا آپ تھے درماں، مظہرُ اللہ مفتیِ اعظمؒ

عُمر بھر آپ دور دور رہے، ہر تکلّف سے ہر تصنّع سے
"سادگی" زیست کا رہی عنواں، مظہرُ اللہ مفتیِ اعظمؒ

یاالٰہی مزارِ پاک اُن کا، تا ابد نُور سے رہے معمور
چرخِ ایماں کے نیرِ تاباں، مظہرُ اللہ مفتیِ اعظمؒ

○

مردِ حُر

حسرت موہانی

شاعر وہ گلابوں کا تھا، خاروں کا وہ نقاد
شیریں کے تبسم میں نہاں تیشۂ فرہاد

صحرائے سیاست میں وہ اخلاص کا بادل
رنگیں بہاروں کا مہکتا ہوا آنچل

بیباک مدبر تھا، مجاہد بھی نڈر تھا!
شاہیں کی نظر پائی تھی، چیتے کا جگر تھا

وہ پیار کا سنگم تھا، محبت کا حرم تھا
وہ آبرو خوشبو کی، نفاست کا بھرم تھا

وہ خلق و مروت سے تراشا ہوا پیکر
وہ ساغرِ صد رنگ میں انوار کا جوہر

وہ زندۂ جاوید، محبت کا امیں تھا
انگشتریِ حسنِ صداقت کا نگیں تھا

جذبوں کی زباں، ولولہ و جوش کا آہنگ
تخیئل کا وہ نور، وہ احساس کا سب رنگ

وہ ذوقِ یقیں، شوقِ سفر، حسنِ عمل تھا
وہ پیار کا سنگیت، محبت کا کنول تھا

ہر ظالم و جابر کے لیے سنگِ گراں تھا
مظلوم کے حق میں گل و گلزارِ جہاں تھا

ہندو کے تعصب کی وہاں دھوپ کڑی تھی
"حسرت" کی نظر وقت کے سورج سے لڑی تھی

وہ جہل کے صحرا میں تھا عرفان کا بادل
وہ نور کی آنکھوں میں حسیں فکر کا کاجل

نکھرا ہے اسی نور سے یہ چاند ستارا
رنگیں ہے اسی رنگ سے پرچم یہ ہمارا

رمضان المبارک

مومنوں کا شعار ہے رمضاں
دین کا اعتبار ہے رمضاں

صبر کے پھول مُسکراتے ہیں
شُکر کا لالہ زار ہے رمضاں

امتحاں ہو رہا ہے ایماں کا
نیتوں کا عیار ہے رمضاں

رحمتیں ہیں گناہ گاروں پر!
نعمتِ کردگار ہے رمضاں

گلشنِ جسم و جاں مہک اُٹھا
حاصلِ صد بہار ہے رمضاں

بھوک اور پیاس کا نہیں شکوہ
جان و دل کا قرار ہے رمضاں

جس میں سونا بھی اک عبادت ہے
رحمتِ صد ہزار ہے رمضاں

جس نے شیطاں کو قید میں ڈالا
ایسا ذی اقتدار ہے رمضاں

جس نے جنّت کے سارے در کھولے
وہ مرا شہریار ہے رمضاں

جس نے دوزخ کے در کیے ہیں بند
ایسا با اختیار ہے رمضاں

جس میں قرآن کا نزول ہوا
ایسا عالی وقار ہے رمضاں

"لیلۃ القدر" ہے نہاں اس میں
رحمتِ بے شمار ہے رمضاں

اپنے کاوش پہ بھی کرم آقا
سب کا ہی غم گسار ہے رمضاں

وداعِ رمضان المبارک

رمضان جا رہا ہے، رمضان جا رہا ہے اور رحمت وکرم کا سامان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

ایمان کا یہ زینہ، قرآن کا خزینہ ذیجاہ یہ مہینہ، ذیشان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

یہ نعمتوں کا گلشن، یہ برکتوں کا مخزن رب کی عنایتوں کا سامان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

مومن کے دل کی راحت، مسلم کے دل کی چاہت وہ دلربا سبھی کا رمضان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

مومن پکارتے ہیں، لِلّٰہ کوئی روکے رب کا وہ برگزیدہ مہمان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

گریاں ہے آج "کاوش" واللہ اس کے غم میں
ہم سارے مومنوں کا ارمان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

رباعیات
و
قطعات

پتھر میں شراروں کا سفر ہوتا ہے
خوں کا رگِ ہر گل میں گزر ہوتا ہے
ہے دل تو بڑی چیز نظر کے دشمن!
ہر ذرے میں اللہ کا گھر ہوتا ہے

تاروں کو کبھی آڑ بنایا ساقی
پھولوں میں کہیں خود کو چھپایا ساقی
چلمن سے نہ جو کاہکشاں کی نکلا
وہ خلوتِ دل میں اُتر آیا ساقی

آغوشِ قمر میں ہے ستارا ساقی
یا رحل پہ رکھا ہے سپارا ساقی
کوثر کے مزے آئیں لبِ کاہکشاں
رحمت کا جو ہو جائے اشارا ساقی

○

"حضُور احمدِ مُختار" ـــــ نُور کے پیکر
ہے قلب ـــــ جود و سخاوخلوص کا مخزن
رُخِ حسیں ـــــ کہ ہے رحمت کا نوشگفتہ پھُول
"حضُور" ـــــ اُسوۂ حَسَنہ کا دلنشیں گلشن!

○

ہے سارا جہاں تیرا سوالی ساقی
کوثر کا بنایا تجھے والی ساقی
رحمت کی قسم! بھردے مئے وحدت سے
پیمانۂ دل جو بھی ہے خالی ساقی

○

سچائی کی اِک شمعِ فروزاں ہیں حسینؓ
دانائی کا خورشیدِ درخشاں ہیں حسینؓ
ہاں تا بہ ابد یُوں ہی رہے گا روشن
لاریب چراغِ رہِ عرفاں ہیں حسینؓ

○

دربارِ یزید اور یہ دمسازِ حُسینؓ
دُشمن کو نظر آئے پھر اندازِ حُسینؓ
وہ طنطنۂ علی، حَسن کے تیور!
زینب ہیں نبی کا فخر اور نازِ حُسینؓ

یہ کس نے کہا نوحہ کناں تھیں زینبؓ
ہاں محوِ ثنا و حمد خواں تھیں زینبؓ
اس درجہ تھیں تسلیم و رضا کی خوگر
باطل کے لیے کوہِ گراں تھیں زینبؓ

افکار کا مینارِ درخشاں ہیں حُسینؓ!
کردار کا سرسبز گلستاں ہیں حُسینؓ
اِسلام کی عزت پہ نہ حرف آنے دِیا
قرآن کی حُرمت کے نگہباں ہیں حُسینؓ

○

کچھ مصلحتِ وقت سے پایا تو نہیں
ایمان کی دولت کو گنوایا تو نہیں!
چڑھتے ہوئے سُورج کے پُجاری سُن لیں
انسان کوئی وقت کا سایا تو نہیں

○

ہر رنگ میں ہر رُوپ میں شیطاں دیکھے
نمرود کہیں اور کہیں ھاماں دیکھے!
جلّاد ہی، وحشی ہی، درندے ہی ملے
واللہ بہت کم تھے جو انساں دیکھے

○

دورِ حاضر کا یہ عظیم انساں
نکتہ چیں، نکتہ رس، بلند افکار
کاش اس کی یہ دوربیں نظریں!
دیکھتیں اپنی پستیِ کردار!!

○

○

شیشۂ مئے گلگوں سے چمک جاتا ہے
پیمانہ جو ہو تنگ، چھلک جاتا ہے
ساقی یہ مئے تند پہ الزام نہیں
کم ظرف، جو پیتا ہے بہک جاتا ہے

○

ہر حدِ شرافت سے نکل جاتا ہے
موقع کی رعایت سے بدل جاتا ہے
کم ظرف، تو اک جرعۂ مے کی خاطر
ہر دور کے پیمانے میں ڈھل جاتا ہے

○

چلتی ہیں بڑی سرد ہوائیں ساقی
پیمانوں میں اب آگ لگائیں ساقی
روشن تو ذرا کردے الاؤ خم کا
اُمڈی چلی آتی ہیں گھٹائیں ساقی

○

گیسوئے مروّت کو سنوارا کیوں تھا
اور شوقِ جنوں کو یوُں اُبھارا کیوں تھا
راہوں میں مجھے چھوڑ کے جانے والے
منزل سے مجُھے تُو نے پکارا کیوں تھا

اب دِل میں محبت کا شرارا بھی نہیں
کچھ آپ کی نظروں کا اشارا بھی نہیں
کِس درجہ ہوئی تیرہ و تاریک حیات
پلکوں پہ لرزتا ہوا تارا بھی نہیں

دِل نے ترے ہر غم کو صدائیں دی ہیں
آنکھوں میں گھٹاؤں کو پناہیں دی ہیں
تُو نے ہمیں ہر زخم کے قابل سمجھا!
ہم نے تجھے ہر لمحہ دُعائیں دی ہیں

ہر دور میں اِک دُھوم مچا دیتا ہوں
ہر بزم میں اِک شمع جلا دیتا ہوں
بربادیٔ دل سے ہے یہ رونق ساری
میں اپنی تباہی کو دُعا دیتا ہوں

ذرات کا زر، گرد ہوا جاتا ہے
کرنوں کا لہو سرد ہوا جاتا ہے
جلدی سے اُچھال آتشیں ساغر ساقی
خورشید کا منہ زرد ہوا جاتا ہے

آغوشِ قمر میں جو مچل جاتی ہے
پھُولوں کے جو پہلو سے نکل جاتی ہے
وہ مہکی ہوئی چاندنی کیسے ساقی؟
ہر صبح مرے جام میں ڈھل جاتی ہے

○

بجلی کا گھٹاؤں میں سفر ہوتا ہے
تاروں میں تجلّی کا گذر ہوتا ہے
اے روشنیِ قلب کے منکر سُن لے
پتھر کے بھی سینے میں شرر ہوتا ہے

○

اس روشنیٔ قلب نے مارا ساقی
اب دِل کو نہیں درد کا یارا ساقی
ڈرتا ہوں نہ خورشید کہیں بن جائے
پلکوں پہ لرزتا ہوا تارا ساقی

○

شب بھر کیا اشکوں سے اُجالا میں نے
تاروں کو دیا نور کا ہالا میں نے
جب صُبح مرے مُنھ کو کلیجہ آیا
خورشید کو سینے سے نِکالا میں نے

○

ہر خار کو احساسِ خطر ہوتا ہے
ہر پھول کے سینے میں جگر ہوتا ہے
آہستہ قدم رکھ، سرِ گیتی کی قسم
ہر ذرّے میں خوابیدہ شرر ہوتا ہے

انوار و تجلّی کا سمندر پی جاؤں!
پیمانے میں بھر کے مہ و اختر پی جاؤں
کھاتا ہوں قسم ظرفِ دِل "کاوش" کی
خورشیدِ منوّر کا میں جوہر پی جاؤں

مینارِ شریف کا نظارا چمکا
وہ چاند کے گنبد کا کنارا چمکا
اٹھ کہکشاں لائی مصلے غافل
سجدوں سے مقدر کا ستارا چمکا

دو تحفے

اہلِ دل حضرات کے لیے

امام ابوحنیفہ کی ایک نادر یادگار

جامع شریعت وطریقت مولانا محمد اعظم (رحمۃ اللہ علیہ)
کے حقیقت نگار قلم سے

شرح قصیدہ
امام اعظم رح

○ بارگاہِ رسالت میں عقیدت و محبت کا گلدستہ

○ عربی اشعار کا اُردو نظم اور نثر میں بہترین ترجمہ

○ قرآن وسنت اور علماءِ دین کے ارشادات سے مدلل شرح

○ ہر حنفی کیلئے لاجواب دستاویز اور قیمتی ذخیرہ ہے

کاغذ: اعلیٰ سفید ○ طباعت: آفسیٹ

سائز: 20×30/16 ○ قیمت: -/3 روپے

اہلِ ذوق حضرات کے لیے

ایک نادر تحفہ

قائدِ تحریکِ ختم نبوت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری
کے عشقِ مصطفیٰ میں ڈوبے ہوئے قلم سے

شرح
قصیدہ بردہ

○ اُردو زبان میں سب سے جامع اور مفید شرح۔

○ قرآن وحدیث اور امام خرپوتی کی تحقیقات سے لبریز۔

○ قصیدہ مبارکہ کے ہر لفظ کا آسان حل لغات۔

○ برمحل مستند واقعات اور موزوں اشعار

○ اندازِ بیان نہایت شگفتہ اور عمدہ

کتابت وطباعت: آفسیٹ ○ صفحات: چارسو

کاغذ: اعلیٰ ○ قیمت: اٹھارہ 18 روپے

جلد مضبوط ڈائی دار

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

پنج گنج قادری

اورادِ قادریہ - درودِ کبریتِ احمر - قصیدہ قطبیہ - قصیدہ غوثیہ - چہل کاف
یہ پانچوں وظیفے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔ کئی بزرگوں نے ان کو اپنے وظائف میں شامل رکھا ہے۔ اسی لیے سب کو ایک کتاب کی شکل میں چھپوا دیا ہے تاکہ وظیفہ پڑھنے والوں کو آسانی رہے۔ شائقین کے لیے یہ لاجواب تحفہ ہے۔

صفحات ۶۴ طباعت آفسٹ کاغذ سفید قیمت

اسلامی پردہ کے موضوع پر تحقیقی شاہکار

پردہ

مُصنفہ: حضرت مولانا علامہ ابو البشیر محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں قرآن مجید اور حدیثِ پاک کی روشنی میں پردہ کی حقیقت اور عورتوں کی آزادانہ پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔ مخالفینِ پردہ کے عقلی اور نقلی اعتراضات کے شافی جواب دیئے گئے ہیں۔ اسلامی پردہ سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا ہر گھر میں موجود ہونا بہت ضروری ہے۔

صفحات ۱۶۰ کاغذ عمدہ طباعت آفسٹ قیمت

تنویر الھدیٰ

انبیاء کرام اولیائے عظام اور بزرگانِ دین کی حیات بعد از وفات پر لاجواب کتاب ہے۔ اس کے علاوہ عذاب قبر اور اس کے اسباب، سکراتِ موت اور اچھی بری موت کی علامات جیسے ضروری مضامین درج کیے گئے ہیں۔

کتابت اور چھپوائی بہتر کاغذ سفید قیمت ۵/۲۵ روپے

وصالِ احمدی

یہ کتاب تین رسائل کا مجموعہ ہے (۱) وصالِ احمدی۔ اس میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے آخری ایام کے مستند حالات و واقعات درج ہیں۔ ایک کالم میں اصل فارسی اور دوسرے کالم میں اردو ترجمہ ہے۔ (۲) شجرہ عالیہ نقشبندیہ۔ اس میں سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر مترجم وصالِ احمدی کے پیر و مرشد تک نقشبندی بزرگوں کے مختصر حالات ولادت اور وصال کی تاریخیں اور جائے مزارات درج ہیں۔ (۳) النسب نامہ مجددیہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب آدم علیہ السلام تک نظم میں پیش کیا ہے۔ قابلِ دید کتاب ہے۔

کتابت اور چھپوائی عمدہ کاغذ سفید قیمت ۲/- روپے

ارکانِ دین

توضیح العقائد (رُکن دین : حصہ اوّل) ۵/۲۵ روپے

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان کی مستند تفصیلات اس میں موجود ہیں۔

کتاب الصلوٰۃ (رُکن دین : حصہ دوم) -/۶ روپے ، مجلد ۸/۲۵ روپے

ہر قسم کی ناپاکی سے طہارت، وضو، غسل نیز نمازوں کے اوقات و مسائل اور تمام دنوں اور سال بھر کی نفلی نمازوں کے فضائل و فوائد، باحوالہ

کتاب الزکوٰۃ (رُکن دین : حصہ سوم) ۵/۲۵ روپے

زکوٰۃ و عشر کی فرضیت، فضائل و مسائل اور مصارف و فوائد وغیرہ پر تحقیقی کتاب ہے۔ اس کا مطالعہ بڑا مفید ہے۔

کتاب الصیام (رُکن دین : حصہ چہارم) مجلد ۱۰/۵۰ روپے

رمضان المبارک اور پورے سال کے ہر قسم کے فرض اور نفل، روزوں کے فضائل و مسائل اور فوائد پر جامع کتاب ہے۔

کتاب الحج (رُکن دین : حصہ پنجم) مجلد -/۱۵ روپے

حج و عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے مستند فضائل و مسائل اور ہر عمل کی شرعی حیثیت اور اسرار محبت بھرے انداز میں تحریر فرمائے ہیں۔

تمام حصے سوال و جواب کے طرز پر آسان زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔
ٹائیٹل چار رنگا — طباعت عمدہ ، کاغذ سفید

اسلامی کتب خانہ ○ اقبال روڈ سیالکوٹ